



# علوم نبوت<sup>ﷺ</sup>

از افادات

حضرت ضیاء الامت جسٹس

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ پھیر شریف

مرتب:

السید محمد اقبال شاہ گیلانی

# علوم نبوت ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کی بے پایاں وسعتوں کا بیان — قرآن مقدس، احادیث مبارکہ اور اکابرین اُمت کی آراء سے استنباط، اعتراضات و شبہات کا ازالہ —

ازافات

نقادیہ نشین

حضرت ضیاء الامت جسٹس

آستانہ عالیہ  
بھیر شریف

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

مرتب:

السید محمد اقبال شاہ گیلانی  
مدرس

مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیتہ بھیر شریف  
(ضلع سرگودھا)

marfat.com

Marfat.com



## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

تالیف \_\_\_\_\_ علوم نبوت

(ماخوذ از تفسیر ضیاء القرآن)

از افادات \_\_\_\_\_ حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

(سجادہ نشین آستانہ عالیہ بمبیرہ شریف)

مرتب \_\_\_\_\_ ابو العابدین سید محمد اقبال شاہ گیلانی

صفحات \_\_\_\_\_ ۱۱۲

ہدیہ \_\_\_\_\_ 30 روپے

ناشر \_\_\_\_\_ ”زواہیہ“

لئے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج بخش روڈ لاہور

کرم پبلی کیشنز، سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

marfat.com

Marfat.com

## فہرست

۵	مقدمہ	(1)
۱۱	علم مصطفیٰ کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ	(2)
۱۳	غیب کی تعریف	(3)
۱۵	علم الہی اور علم رسالت میں فرق	(4)
۱۶	آیات قرآنی سے علم مصطفیٰ پر استدلال	(5)
۱۸	علم آدم علیہ سے علم مصطفیٰ کا استدلال	(6)
۱۹	حضور کے خلیفہ اعظم ہونے پر علامہ آلوسی کا ارشاد	(7)
۲۳	منافقین کا علم	(8)
۲۸	علم ہا کان وما یکن	(9)
۳۱	احادیث طیبہ سے استدلال	(10)
۳۶	پوشیدہ خزانہ کا علم	(11)
۳۷	کسی کے مرنے کی کیفیت اور کسی کی شہادت کا علم	(12)
۳۸	مانی الارحام کا علم	(13)
۵۰	کسی کے جنتی ہونے کا علم	(14)
۵۱	جنت شہادت اور محمود زندگی کی خوشخبری	(15)

Marfat.com

- (16) اثبات علم غیب پر حدیث تقریری
- (17) علم رسالت کے متعلق علامہ بو صیری کا عقیدہ
- (18) علم رسالت پر بائبل کی گواہی
- (19) قیامت کا علم
- (20) روح کی حقیقت کا علم
- (21) علامہ بدر الدین عینی (شارح بخاری) کا فتویٰ
- (22) حروف مقطعات کا علم
- (23) علم خمسہ کا علم
- (24) واقعہ افک سے حضورؐ کے علم پر شبہ اور اس کا ازالہ
- (25) منکرین علم مصطفیٰؐ کے استدلال اور ان کی حقیقت کا بیان
- (26) معترضین کا حضرت ابراہیمؑ کے قول سے علوم نبوت کی نفی پر استدلال اور اس کی حقیقت
- (27) معترضین کی حضرت یعقوبؑ کے رونے سے علوم نبوت کی نفی پر دلیل اور اس کی حقیقت
- (28) تاہیر نخل کی حقیقت
- (29) صحابہ کرام سے حضور علیہ السلام کا مشورہ طلب کرنا

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى  
الطيبين وعلى اصحابه اجمعين

برادران اسلام! قرآن کریم جو بنی نوع انسان کے لئے باعث ہدایت ہے  
اور مومنین کے لئے شفاء اور رحمت ہے، اللہ جل مجدہ نے اس میں  
لوامرو نواہی کے علاوہ اپنے محبوب کریم، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین محمد  
رسول اللہ ﷺ کی عزت و احترام، تعظیم و توقیر کا بھی خصوصی اہمیت کے  
ساتھ ذکر فرمایا ہے

يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول  
كجهر بعضکم لبعض ان تعبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے  
اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک  
دوسرے سے باتیں کرتے ہو (اس بے اپنی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں

Marfat.com



تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس آیت طیبہ میں بھی بارگاہ رسالت کے آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ سابقہ آیت میں بتایا کہ قول و عمل میں سرور عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو۔ اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہمکلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو یہ خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے، جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضری دو۔ اگر اس سلسلہ میں تم نے ذرا سی غفلت برتی اور بے پروائی سے کام لیا تو سارے اعمال حسنہ، ہجرت، جہاد، عبادات وغیرہ تمام کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔ پہلی آیت میں بھی ما اہمال الفتن امنوا سے خطاب ہو چکا تھا۔ یہاں خطاب کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ لیل ایمان کو ما اہمال الفتن امنوا سے خطاب کیا۔ انہیں جھنجھوڑا اور بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ اس پر زندگی بھر کی اطاعتوں، نیکیوں اور حسنات کے مقبول و نامقبول ہونے کا انحصار ہے۔..... اولاً اور بالذات یہ خطاب صحابہ کرام کو ہو رہا ہے جن کا ایثار بے نظیر جن کی قربانیاں بے مثل، جن کی عبادتیں خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی تھیں، جو سرتاپا تسلیم و رضا تھے انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے میرے پیارے رسول کی جناب میں آواز بھی لوہچی کی تو یہ ایسی گستاخی متصور ہوگی کہ تمہاری سب نیکیاں ملیا میٹ ہو جائیں گی۔

آج جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی شان رفیع میں سو قیامہ ہاتھ کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم خدا داد پر معترض ہوتے ہیں۔ ادب و

marfat.com

Marfat.com

احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے، اپنے علم پر، اپنی نیکیوں پر اور اپنے ایمان سوز لے لے و عظوں پر مغرور ہیں وہ اپنے انجام کے بارے خود سوچ لیں۔  
یاد رکھو!

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر  
نفس گم کردہ می آید جنید و یازید ابنہا

وانتم لا تشعرون کے جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے اس کو سن کر بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اترے فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بد قسمتی کی انتہا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے، سب نیکیاں ملیا میٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار ہو گے کہ تم بڑے نمازی اور غازی ہو صائم الدھر اور قائم اللیل ہو، مفسر ہو، محدث ہو، واعظ آتش بیاں ہو اور جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے اور جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو بیغ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی بد مصروفی نے خاک سیاہ بنا کر رکھ کر دیا ہے۔ اس وقت کف افسوس ملو گے۔ سر پیٹو گے لیکن بے سود، لا حاصل۔

ہائے اس زود پشیمانی کا پشیمانی ہونا

مسلمان بھائیو! یہ ہے نبی مکرم ﷺ کی ذات اقدس و اطہر کے متعلق تھوڑی سی غفلت و سستی کا انجام قرآن کریم کی زبان میں۔ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی گستاخ رسول معظم ﷺ کے متعلق ملاحظہ فرمائیں اور اپنے ایمان جیسی دولت گراں ملیہ اور اعمال حسنة کی ثروت کی حفاظت فرمائیے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک امام ہمیشہ نماز میں

www.marfat.com



سورہ عبس و توی کی قرأت کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ چونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ عالیہ کی تنقیص کے ارادے سے اس کی قرأت کرتا تھا تاکہ مقتدیوں کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کم ہو جائے، اس لئے نگاہ فاروق میں وہ مرتد تھا اور مرتد واجب القتل ہے (روح البیان)

گستاخ رسول کریم ﷺ کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا فیصلہ حضرت علامہ اسماعیل حقّیؒ نے لکھا ہے کہ ایک فاضل اجل سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے تو ایک مجبوب اور محرم ازلی نے کہا کہ ہوائے نفسی سے کسی کو چھٹکارا نہیں خواہ وہ بھی ہو (وہ سے اشارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کیا) کیونکہ انہوں نے بھی کہا ہے حبب الی من دنیا کم ثلاث الطیب والنساء و قرة عینی لی الصلوٰۃ میں نے اس گستاخ سے کہا تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی۔ حدیث میں احیت یعنی میں پسند کرتا ہوں کالفظ نہیں بلکہ جب (میرے لئے مرغوب بنا دی گئی ہیں) کالفظ ہے۔ ہوائے نفس تو تب ہوتی کہ احیت کالفظ ہوتا۔ فرماتے ہیں اس گستاخ کا منہ تو میں نے بند کر دیا لیکن اس کی بد زبانی پر بڑا غمگین ہوا کہ اپنے آپ کو امتی کہلانے والا شخص بھی ایسی بات اپنی زبان پر لاسکتا ہے رات کو خواب میں حبیب مکرم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا لا تغتم لحد کھنا ک امرہ غم زدہ نہ ہو ہم نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ صبح ہوئی تو معلوم کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے (روح البیان)۔

علامہ مرحوم اگر آج ہوتے اور ان امتیوں کا حل دیکھتے جو اپنے آپ کو بشریت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پلہ ثابت کرنے کے لئے کس سوقیانہ انداز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازدواجی زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو

Marfat.com



ان کا کلیجہ پھٹ جاتا۔ (ضیاء القرآن سورہ الانبیاء جلد 3 صفحہ 169)

ان قرآنی آیات اور علماء کرام کے واقعات و ارشادات کو پڑھنے کے بعد جب ہم اپنے زمانہ کے بعض لوگوں کی تحریر و تقریر پڑھتے سنتے ہیں تو دل درد سے بھر جاتا ہے اور ان لوگوں کی کج فہمی پر آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں کہ کیسے امت مصطفیٰ علیہ التبیۃ والثناء کو اسلام و توحید کے درس سمجھائے جا رہے ہیں۔ کبھی یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ حضور کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں حضور کو تو اپنے گھر کا بھی پتہ نہیں وغیرہ کبھی لکھتے ہیں حضور جیسا علم تو حیوان و دیوانہ کو بھی حاصل ہوتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ان حالات میں علماء کرام نے حقیقت حل سے پردہ اٹھانے کے لئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و رفعت کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے بہت سے مقالے اور تحریریں مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

یہ مقالہ میں نے حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی کی مایہ ناز تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ کر کے ترتیب دیا ہے، کیونکہ میں نے بہت سے علماء کرام کی تحریریں اس موضوع پر مطالعہ کی ہیں، ہر ایک کی کوشش قابل صد تحسین ہے مگر حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی نے جس سنجیدگی کے ساتھ علمی اور تحقیقی نگارشات کو پیش کیا ہے وہ آپ کا اپنا ہی نصیب ہے۔

اس مقالہ میں علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سے مقتدر علماء کے عقائد و فتاویٰ درج کئے گئے ہیں امید ہے کہ حق کی جستجو کرنے والوں کو اطمینان و تسلی حاصل ہوگی علماء کرام کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ امام المفسرین علامہ بن جریر۔ مصنف تفسیر ابن جریر طبری

2۔ ابو عبد اللہ الانصاری۔ مصنف تفسیر قرطبی

www.marfat.com



سورہ عبس و تولى کی قرأت کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ چونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ علیہ کی تنقیص کے ارادے سے اس کی قرأت کرتا تھا تاکہ مقتدیوں کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کم ہو جائے اس لئے نگاہ فاروق میں وہ مرتد تھا اور مرتد واجب القتل ہے (روح البیان)

گستاخ رسول کریم ﷺ کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا فیصلہ حضرت علامہ اسماعیل حقّیؒ نے لکھا ہے کہ ایک فاضل اجل سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس میں تھے تو ایک محبوب اور محرم ازلی نے کہا کہ ہوائے نفسی سے کسی کو چھٹکارا نہیں خواہ وہ بھی ہو (وہ سے اشارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کیا) کیونکہ انہوں نے بھی کہا ہے جب الی من فئا کم ثلاث الطیب والنساء و قرة عینی لی الصلوٰۃ میں نے اس گستاخ سے کہا تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی۔ حدیث میں احیث یعنی میں پسند کرتا ہوں کالفظ نہیں بلکہ جب (میرے لئے مرغوب بنا دی گئی ہیں) کالفظ ہے۔ ہوائے نفس تو تب ہوتی کہ احیث کالفظ ہوتا۔ فرماتے ہیں اس گستاخ کا منہ تو میں نے بند کر دیا لیکن اس کی بد زبانی پر بڑا غمگین ہوا کہ اپنے آپ کو امتی کہلانے والا شخص بھی ایسی بات اپنی زبان پر لاسکتا ہے رات کو خواب میں حبیب مکرم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا لا تقتم لکھنا کادہ غم زدہ نہ ہو ہم نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ صبح ہوئی تو معلوم کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے (روح البیان)۔

علامہ مرحوم اگر آج ہوتے اور ان امتیوں کا حل دیکھتے جو اپنے آپ کو بشریت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم پلہ ثابت کرنے کے لئے کس سو قیانہ انداز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازادگی زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو

marfat.com



ان کا کلیجہ پھٹ جاتا۔ (ضیاء القرآن سورہ الانبیاء جلد 3 صفحہ 169)

ان قرآنی آیات اور علماء کرام کے واقعات و ارشادات کو پڑھنے کے بعد جب ہم اپنے زمانہ کے بعض لوگوں کی تحریر و تقریر پڑھتے سنتے ہیں تو دل درد سے بھر جاتا ہے اور ان لوگوں کی کج فہمی پر آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں کہ کیسے امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو اسلام و توحید کے درس سمجھائے جا رہے ہیں۔ کبھی یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ حضور کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں حضور کو تو اپنے گھر کا بھی پتہ نہیں وغیرہ کبھی لکھتے ہیں حضور جیسا علم تو حیوان و دیوانہ کو بھی حاصل ہوتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) ان حالات میں علماء کرام نے حقیقت حال سے پردہ اٹھانے کے لئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و رفعت کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے بہت سے مقالے اور تحریریں مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ مقالہ میں نے حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی کی مایہ ناز تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ کر کے ترتیب دیا ہے، کیونکہ میں نے بہت سے علماء کرام کی تحریریں اس موضوع پر مطالعہ کی ہیں، ہر ایک کی کاوش قابل صد تحسین ہے مگر حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی نے جس سنجیدگی کے ساتھ علمی اور تحقیقی نگارشات کو پیش کیا ہے وہ آپ کا اپنا ہی نصیب ہے۔

اس مقالہ میں علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سے مقتدر علماء کے عقائد و فتاویٰ درج کئے گئے ہیں امید ہے کہ حق کی جستجو کرنے والوں کو اطمینان و تسلی حاصل ہوگی علماء کرام کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

1- امام المفسرین علامہ بن جریر۔ مصنف تفسیر ابن جریر طبری

2- ابو عبد اللہ الانصاری۔ مصنف تفسیر قرطبی

www.marfat.com



- 3- حضرت علامہ محمود احمد آلوسی۔ مصنف تفسیر روح المعانی
- 4- حضرت علامہ اسماعیل حقی۔ مصنف تفسیر روح البیان
- 5- امام بیضاوی۔ مصنف تفسیر انوار التنزیل و اسرار التلویل
- 6- محقق علی الاطلاق۔ مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلی
- 7- ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد۔ مصنف تفسیر معالم التریل
- 8- علی بن محمد بن ابراہیم۔ مصنف تفسیر خازن
- 9- شاہ عبدالعزیز۔ مصنف تفسیر عزیزی
- 10- علامہ بن کثیر۔ مصنف تفسیر ابن کثیر
- 11- امام فخر الدین رازی۔ مصنف تفسیر کبیر
- 12- علامہ ثناء اللہ پانی پتی۔ مصنف تفسیر مظہری
- 13- حافظ ابن حجر عسقلانی۔ مصنف فتح الباری شرح بخاری
- 14- علامہ بدر الدین عینی۔ مصنف عمدۃ القاری شرح بخاری
- 15- علامہ شبیر احمد عثمانی۔ مصنف حاشیہ عثمانی
- 16- امام بو میری۔ قصیدہ بردہ شریف
- 17- ملا علی القاری۔ شرح قصیدہ بردہ
- 18- مولانا اشرف علی تھانوی۔

اے اللہ اس حقیری کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما اور امت مسلمہ کی ہدایت کا باعث بن۔ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے نواز اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلام واپس عظمت و رفعت کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔

مرتب سید محمد اقبال شاہ  
مدرس دارالعلوم محمدیہ غوہیہ بھیرہ۔ ضلع سرگودھا

marfat.com

## علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ

حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

”ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجددہ الکریم نے اپنے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور کو علوم غیبیہ سے بھرپور فرما دیا لیکن حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اللہ جل جلالہ کے علم کی طرح نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی بلکہ وہ محض عطائے الہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم محیط و تفصیلی کے ساتھ اس کی نسبت ذرہ اور صحرا قطرہ اور دریا کی بھی نہیں لیکن علوم خلاق کے مقابلہ میں وہ بحر ذخار ہے جس کی گہرائی کو کوئی غواص آج تک نہ پاسکا اور جس کے کنارہ تک کو شناور آج تک نہ پہنچ سکا۔“

ضیاء القرآن جلد ۱ صفحہ 301





بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ

خدا داد علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غیب کی تعریف

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

(1) > مَا لَا يَفْقَهُ نَفْسُ الْهَوَا وَلَا تَقْتَضِيهِ بَيِّنَاتُ الْعَقْلِ > ج 3 ص 457  
ترجمہ: یعنی وہ علم جو حواس کی رسائی سے بالاتر ہو اور قوت عقل سے بھی  
حاصل نہ کیا جاسکے اسے غیب کہتے ہیں

www.marfat.com

Marfat.com

(2) مالا يدرک بالعس ولا يلهم بالعقل (محر) ج 2 ص 589  
ترجمہ: جس کا ادراک نہ حواس سے ہو سکے اور نہ عقل سے  
شیخ عبدالقادر مغربی لکھتے ہیں:

(3) الغیب ما غاب عنا معشر البشر معالا نهتلى اله بشی من حواسنا و  
مشاعرنا و بشی من لראنا و قیاسنا و استنتاج عقولنا ج 5 ص 396  
ترجمہ: یعنی جو چیز انسان سے پوشیدہ اور مخفی ہو اور ہم اپنے حواس اور شعور  
کی قوتوں سے یا فراست سے یا قیاس سے یا عقل کے زور سے اس تک رسائی  
حاصل نہ کر سکیں اس کو غیب کہتے ہیں۔

ان تعریفوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو چیزیں ظاہری حواس کی  
رسائی سے بلند اور عقل کی سمجھ سے بالاتر ہوں مثلاً وحی، فرشتے، قیامت،  
جنت، دوزخ اور خود ذات الہی، غیب کہلاتی ہیں ان کے جاننے کا فطری ایک ہی  
ذریعہ ہے اور وہ ہے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے عطائی علم پر بحث سے پہلے علم الہی کا مختصر خاکہ  
علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں تاکہ آئندہ مسئلہ کو سمجھنے  
میں آسانی رہے۔

علم الہی جل مجدہ الکریم

زمانہ اور زمائیات، اسی طرح مکان اور مکائیات سب حادث ہیں اور ان  
تمام امور کے متعلق اللہ تعالیٰ جل شانہ، کا علم قدیم، ازلی اور سرمدی ہے۔  
تقدیم و تاخیر جس کا تعلق زمانہ سے ہے اور تحت و فوق جس کا تعلق مکان سے  
ہے یہ حادث ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ تو زمان و مکان کا خالق ہے وہ زمانی  
تقدیم و تاخیر اور مکانی فوق و تحت سے مبرا و منزہ ہے

(تفسیر مظہری سورہ سہا) ج 4 ص 123

marfat.com

Marfat.com



## علم الہی اور علم رسالت میں فرق

علم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات مقدسہ میں سے ایک صفت ہے جو قدیم ذاتی اور غیر مقلیٰ ہے یعنی ایسے نہیں کہ وہ پہلے کسی چیز کو نہیں جانتا تھا اور اب جاننے لگا ہے بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہر چیز کو اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی اس کے عین حیات میں بھی اور اس کے مرنے کے بعد بھی اپنے علم تفصیلی سے جانتا ہے۔ نیز اس کا یہ علم اس کا اپنا ہے۔ کسی نے اس کو سکھایا نہیں ہے نیز اس کے علم کی نہ کوئی حد ہے نہ نہایت۔ اگر کوئی شخص کما "ما کفا" یعنی مقدار اور کیفیت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کسی صفت کا کسی کے لئے اثبات کرے تو وہ ہمارے نزدیک شرک کا مرتکب ہوگا۔ حضور پر نور شافع یوم الشور امام الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک خداوند کریم جل جلالہ کے علم کی طرح قدیم نہیں حلوٹ ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے تعلیم کرنے سے حاصل

ہو نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم خداوند کریم جل شانہ کے علم کی طرح غیر متناہی اور غیر محدود نہیں بلکہ متناہی اور محدود ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم محیط کے ساتھ حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اتنی بھی نہیں جیسے پانی کے ایک قطرہ کو دنیا بھر کے سمندروں سے ہے۔

ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ کا یہ حلوث عطائی اور محدود علم اتنا محدود نہیں جتنا بعض حضرات نے سمجھ رکھا ہے اس کی وسعتوں کو یا دینے والا جانتا ہے یا لینے والا یا سکھانے والے کو پتہ ہے یا سیکھنے والے کو۔ ہم تم تو کس گنتی میں ہیں۔ جبریل امین علیہ السلام بھی وہاں دم مارنے کی محال نہیں رکھتے۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی (اس نے وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف) جو وحی فرمائی۔ علم و معرفت کی وہ وسعتیں اور بے کرانیاں جن پر بیاں کا ہر جامہ تنگ ہے ان کی حد براری ہم کرنے لگیں تو ٹھو کریں نہیں کھائیں گے تو اور کیا ہو گا۔ ج 3، ص 457

### آیات قرآنی سے علم مصطفیٰ ﷺ پر استدلال

فائدہ: قرآن کریم کی آیات کریمہ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ضروری ہے کہ انسان اس بات کا خیال رکھے کہ آیات کا ایسا مفہوم اور تشریح نہ بیان کی جائے جو قرآن کی دوسری آیات مقدسہ کے سراسر خلاف ہو ورنہ وہ قرآن کریم کی حقانیت ثابت کرنے کی بجائے اپنے سامعین کے دل میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کا سبب بن جائے گا کہ قرآن مجید کی بعض آیتیں دوسری آیتوں سے ٹکراتی ہیں اور تکذیب کرتی ہیں (الحیاء باللہ تعالیٰ جل شانہ) اور وہ کتاب جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کا بطلان کر رہا ہے اسے کسی عقلمند انسان کا کلام بھی نہیں کہا جاسکتا۔ چنانچہ اسے خداوند علیم و حکیم جل جلالہ کا کلام



مانا جائے جو ہمہ بین بھی ہے اور ہمہ دان بھی قرآن حکیم نے اپنے کلام الہی جل شانہ ہونے پر دیگر دلائل کے علاوہ ایک یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ”اس میں اختلاف نہیں پایا جاتا“۔ ارشاد خداوندی جل شانہ ”ہے لو کان من عند حمید اللہ لو جدوا لہ اختلافاً کثیراً“ ”یعنی یہ اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا کلام نہ ہوتا تو تم اس میں جگہ جگہ اختلاف اور تضاد پاتے“۔ گویا قرآن میں اختلاف کا نہ پایا جانا اس بات کی محکم دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا کلام ہے۔

اگر غور و فکر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر (اور سلف صالحین کے ارشادات اور توضیحات سے صرف نظر کر کے) آیات کا ترجمہ کیا جائے تو کئی آیات بینات سے یہی مطلب ظاہر ہوگا کہ زمین و آسمان میں جو مخلوق بھی موجود ہے وہ غیب کو نہیں جانتی۔ حالانکہ قرآن کریم کی بے شمار آیتوں سے ہمیں فرشتوں کے نزول، وحی کا، قیامت، جنت و دوزخ کا علم ہے اور ان پر ہمارا ایمان ہے حالانکہ یہ تمام عالم غیب کی چیزیں ہیں۔ نیز کثیر آیات اور ہزاروں صحیح احادیث سے حضور اکرم ﷺ کا امور غیبیہ پر مطلع ہونا ثابت ہے اس لئے ہمیں آیات پر غور کرنا چاہئے کہ ان کا مطلب کیا ہے؟ علماء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جن آیات بینات میں علم غیب کی نفی ہے اس کا مراد و مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے بتائے اور بتلائے بغیر کوئی بھی غیب پر آگاہ نہیں ہو سکتا خود قرآن نے بھی اس قول کی تصدیق فرمادی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول اللہ تعالیٰ جل جلالہ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں فرماتا سوائے پسندیدہ رسولوں (علیہم السلام) کے۔ ج 3، ص 457

www.marfat.com

# علم آدم علیہ السلام سے علم مصطفیٰ کا استدلال

آیت نمبر 1:-

ارشاد ربانی جل جلالہ ' ہے۔

”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ“ (سورہ بقرہ آیت نمبر 31)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے سکھا دیئے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام پھر پیش کیا انہیں فرشتوں علیہم السلام کے سامنے اور فرمایا بتاؤ تم مجھے نام ان چیزوں کے اگر تم (اپنے خیال میں) سچے ہو۔

حضرت ابن عباس، عکرمہ، قتادہ اور ابن جریر رضی اللہ عنہم نے آیت کی تفسیروں بیان فرمائی ہے۔

علمہ اسماء جمع الا شماء کلہا جملہا وحقرہا ” (القرطبی) یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کے سب نام سکھا دیئے اور خلافت کے منصب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ انہیں تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا جاتا جب حضرت آدم علیہ السلام کے علم کی یہ کیفیت ہے تو سید بنی آدم خلیفۃ اللہ فی العالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ افضل التیمۃ والثناء کے علوم و معارف کا کیا کہنا۔ ج 1 صف 47

میری گزارش ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی یہ شان ہے جو زمین میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے خلیفہ ہیں تو سید عالم ﷺ جو رحمت للعالمین ہیں اور سارے جہانوں میں رب کائنات جل جلالہ کے خلیفہ اعظم ہیں ان کے علوم و معارف کا کوئی کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔ ص 397 ج 5

marfat.com

Marfat.com



حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام کے خلیفہ عظیم ہونے پر علامہ آلوسیؒ کا  
ارشاد

كان..... ومزا" الى ان المقبل بالخطاب له العظا اعظم له وصلی اللہ علیہ  
والہ وسلم علی الحقیقتہ اخلیفتہ الاعظم ولولاء ما خلق آدم ولا ولا (روح  
المعانی) ج- 1 ص 45

یعنی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہی حقیقت میں خلیفہ  
عظیم ہے اگر یہ ذات گرامی نہ ہوتی تو آدم علیہ السلام بھی پیدا نہ ہوتے بلکہ  
کچھ بھی نہ ہوتا۔  
آیت نمبر 2:-

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" (آیت نمبر 143 سورہ البقرہ)

ترجمہ: اور ہمارا رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔

نور نبوت سے حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہر ماننے والے کے  
رتبہ پر اس کی خفیات قلوب پر آگاہ ہیں۔

تفسیر فتح العزیز میں ہے: باشد رسول شارب شام گواہ زیر آنکہ او مطلع است نور  
نبوت ہر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ در دین من رسیدہ و حقیقت  
ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محبوب مانندہ است کدام است۔ پس  
او سے شناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و  
نفاق شمارا۔

ترجمہ: تمہارا رسول ﷺ تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت  
کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے مرتبہ کو کہ میرے دین میں اس  
کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے

www.marfat.com

جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں 'تمہارے ایمان کے درجوں کو' تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔  
آیت نمبر 3:-

مَا كَانَ لِنُذِرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْغَيْبُ مِنَ الطَّيِّبِ وَ  
مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رِّسَالِهِ مَنْ يَشَاءُ ۝ (سورہ  
آل عمران)

ترجمہ: نہیں ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر۔ البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ (غیب کے علم کے لئے) جن لیتا ہے اپنے رسولوں (علیم السلام) سے جسے چاہتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی حکمت اس بات کی روادار نہیں کہ مخلص و منافق آپس میں ملے جلے رہیں بلکہ ان کو الگ الگ کرنا ضرور ہے۔ ان کو کیونکر الگ کیا گیا اس میں علماء کے متعدد اقوال ہیں 'اتلاء و آزمائش سے' اسلام کو سرفراز (کامیاب) اور باطل کو سرنگوں کرنے سے یا بذریعہ وحی اپنے نبی مکرم ﷺ کو منافقوں کا علم عطا فرمانے سے۔ چنانچہ علامہ بیضاوی علیہ الرحمۃ نے روایت نقل کی ہے کہ

اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا لَاحَظَ مِنْهُ عَلَىٰ أَمْتِي وَأَعْلَمْتُ مِنَ يَوْمِنِي وَمِنْ يَكْفُرُ لِقَالِ  
الْمُتَنَافِقِينَ إِنَّهُمْ يَدْعُونَ اللَّهَ بِعَرَفٍ مِنَ يَوْمِنِي وَمِنْ يَكْفُرُونَ بَعْدَ وَلَا يَعْرِفُونَ لَنَزَلَتْ  
(بیضاوی شریف)

ترجمہ: حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت

marfat.com

Marfat.com



(دعوت) میرے سامنے پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون میرے ساتھ ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا اس وسعت علمی پر کسی مومن نے اعتراض نہیں کیا بلکہ منافقین نے ازراہ مذاق کہا کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ میں ہر مومن اور ہر کافر کو جانتا ہوں اور حالت یہ ہے کہ ہر وقت آٹھوں پہران کے ساتھ رہتے ہیں اور ہمارا تو علم نہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر نور شافع یوم الشور ﷺ کو منافقوں کا علم تھا نیز یہ بھی پتہ چلا کہ علم کا ظاہر نہ کرنا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تو اپنے نبی پاک ﷺ کے علم کی وسعت دیکھ کر خوش ہوتے تھے البتہ منافق لوگ تسلیم نہ کرتے اور چیں بیسیں ہو کر اعتراض کرتے تھے۔

تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس روایت کو تفصیل سے لکھا گیا ہے مندرجہ بالا عبارت کے بعد لکھتے ہیں۔ لبلغ فالك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام على المنبر فحمد الله تعالى جل جلاله واثنى عليه ثم قال ما بال اقوام طعنوا في علمي لا تسلونني عن شي ليما بيني وبين الساعة الا نبا تكلم به فقام عبد الله بن حنافة فقال من ابي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم (وسلم فقال حنافة فقام عمر فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم رضينا بالله وما و بالاسلام ديننا بالقران اما ما و بك نبا فاعف عنا عفا الله عنك فقال النبي صلى الله عليه واله وسلم لهل انتم متتهون لهل انتم متتهون ثم نزل على المنبر لانزل الله هذه الاية

ترجمہ: منافقین کا قول حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا تو حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے علم پر اعتراض کرتے ہیں اس وقت سے لے کر

www.marfat.com



قیامت تک ہونے والی کوئی بات پوچھو میں یہاں کھڑے کھڑے تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ عبد اللہ بن حذافہ اٹھے (ان کے نسب پر طعن کیا جاتا تھا) یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معذرت طلب کی۔ حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ فرمایا کیا میرے علم پر اعتراض کرنے سے باز آؤ گے یا نہیں؟ پھر نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے تسلیم منبر سے اترے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ منافقین کی پہچان بذریعہ وحی حضور اکرم ﷺ کو کرائی گئی تھی اس لئے اس کے بعد فرمایا کہ غیب پر مطلع ہونا ہر کسی کے اختیار کی بات نہیں اور نہ ہر ایک میں اس کی صلاحیت پائی جاتی ہے عام لوگوں کا ذریعہ علم تو دلائل اور ظاہری علامات تھیں اور غیب پر صرف رسولوں (علیہم السلام) کو ہی آگاہ کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں غیب پر مطلع ہونے کی استعداد پائی جاتی ہے اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کو یہ دولت (نعمت) حضور فخر موجودات ﷺ کی غلامی سے میسر ہوتی ہے اور حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔ (روح المعانی)

اس آیت کریمہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تعلیم کے بغیر علم غیب حاصل نہیں ہو سکتا وہ جتنا چاہتا ہے اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو سکھا دیتا ہے اور اس ذات کریم جل شانہ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو ”جتنا“ چاہا دیا یہ ”جتنا“ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علم غیر متناہی کا بعض ہے لیکن مخلوق کے علم کے مقابل ایک بکراں سمندر ہے جس کی حدود و قیود ہم انسان مقرر نہیں کر سکتے جو لوگ اس ”جتنا“ کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کو اور تو اور اپنے انجام کا علم بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکت کے ساتھ کیا کیا جائے گا ان کی تنگ دلی و



تک نظری مستحق ہزار تاسف ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی صفات کرم و عطا و بخشش (کریم، معطی، وہاب) کے انکار کا نام توحید رکھنا کہاں کا انصاف ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنے مصطفیٰ کریم ﷺ کے قلب منور کو علوم غیبیہ سے بھرپور فرمایا لیکن حضور رحمتہ دو عالم ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم کی طرح نہ ذاتی ہے نہ غیر متناہی بلکہ وہ محض عطائے الہی جل جلالہ ہے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے علم محیط تفصیلی کے ساتھ اس کی نسبت ذرا اور صحرا، قطرہ اور دریا کی بھی نہیں لیکن علوم خلاق کے مقابلہ میں وہ بحر ذخار ہے جس کی گہرائی کو کوئی غواص آج تک نہ پا سکا اور جس کے کنارہ تک کوئی شلور آج تک نہ پہنچ سکا۔ (ضیاء القرآن ج ۱ صف ۱۰۳)

## منافقین کا علم

### آیت نمبر 4

يَعْنُو الْمُنَافِقُونَ أَنْ تَنْزَلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهِزْءُوا إِيَّانَا اللَّهُ مَخْرُجٌ مَا تَعْنُدُونَ (سورہ توبہ آیت نمبر 94)

ترجمہ: ڈرتے رہتے ہیں منافق کہ کہیں نازل (نہ) کی جائے اہل ایمان پر کوئی سورۃ جو آگاہ کر دے انہیں جو کچھ منافقوں کے دلوں میں ہے آپ انہیں فرمائیے کہ مذاق کرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ جل جلالہ ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم خوف زدہ ہو۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ ان کو ظاہر کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے نبی کریم علیہ افضل التیمۃ والتسلیم کو ان کے احوال اور ان کے اسماء کا علم عطا فرما دیا۔

اخراج اللہ اند عرف نبیہ علیہ السلام احوالہم واسماءہم لا انہا نزلت فی القرآن ولقد قال اللہ تعالیٰ جل شانہ ولتعلمنہم فی لحن وھونوع الھام ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو ان کے حالات اور ناموں پر آگاہ فرما دیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے نام اور احوال تفصیل

marfat.com



سے قرآن کریم میں ذکر کر دیئے بلکہ بذریعہ الہام ان کا علم دے دیا ہے قرآن کریم میں ہے ”ولتعزلنہم لی لعن القول

ترجمہ: اے حبیب ﷺ تم ان کی گفتگو کے لہجہ سے ان کو ضرور پہچان لو گے یہ پہچان بھی الہام کی ایک قسم ہے۔

قرآن کریم کا منافقین کے بارے میں ایک اور جگہ سورۃ توبہ میں ارشاد

ہے۔

آیت نمبر 5

ومن حولکم من الا عراب منافقون ومن اهل الملہنتہ مردوا علی النفاق لا

تعلہم نحن نعلہم سنعلہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم ○ (101 سورہ

توبہ ج 2)

ترجمہ: اور تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ کے رہنے والے بکے ہو گئے ہیں نفاق میں تم نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں انہیں عذاب دیں گے انہیں دوبارہ پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے، انہیں دو عذاب دیئے جائیں گے، پہلا عذاب تو یہ دیا گیا کہ انہیں رسوا کیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة خطباً ” فقال قم یا فلاں

فاخرج لانک منافق یا فلاں لانک منافق فاخرجہم یا سماء ہم

لفضحہم لہذا العذاب الاول والعذاب الثانی عذاب القبر ○

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جمعۃ المبارک کے دن خطبہ دینا شروع کیا، ارشاد

فرمایا، اے فلاں اٹھ نکل جا تو منافق ہے دوسرے کو فرمایا اے فلاں نکل جا تو

منافق ہے تیسرے کو فرمایا اے فلاں نکل جا تو منافق ہے پس آپ ﷺ نے ان کا نام لے لے کر باہر نکالا اور ان بد بختوں کو رسوا کیا یہ ان کے لئے پہلا عذاب تھا اور دوسرا عذاب 'عذاب قبر' ہو گا۔

### آیت نمبر 6

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَمْلَأْنَا فِيهِمُ الْغَمَّ وَلَتَلَعْنَنَّهُمْ فِي الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ (سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیت نمبر 30 پ 26 ج 4 ص 19)

ترجمہ: اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں گے یہ لوگ سو آپ پہچان تو چکے ہیں ان کو ان کے چہرے سے اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما خفی علی النبی بعد هذه الاية احسن المنافقين "یعنی اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق حضور پر نور ﷺ پر مخفی نہ رہا" علامہ ابن جریر طبری نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو منافقین کا علم عطا فرما دیا تھا۔

مندرجہ ذیل آیات کے تفصیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب حضور پر نور ﷺ کو منافقین کے بارے میں پورا پورا علم ہو 'لا تصل علی احسنہم ولا تقم علی قبرہ' (توبہ)

ترجمہ: آپ کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھئے اور کسی کی قبر پر تشریف نہ لے جائیے۔

www.marfat.com



قل لن تخرجوا معي ابدا " لن تقاتلوا معي عدوا "

ترجمہ : اے محبوب ﷺ آپ منافقین کو فرمائیے کہ اس کے بعد تم کبھی میرے ساتھ جہاد کے لئے روانہ نہ ہو اور نہ میرے ساتھ مل کر کسی دشمن کے ساتھ جنگ کرو گے۔

## علم ماکان وما یکون

آیت نمبر 7

وانزل اللہ الیک الكتاب والحکمتہ وعلّمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ  
علیک عظیما سورہ نساء آیت 113

ترجمہ: اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور  
سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم  
کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

اس آیت مقدسہ میں عنایات ربانی میں سے خاص خاص عنایات کا ذکر فرما  
دیا کہ آپ کو کتاب و حکمت دی اور آپ کو جملہ ان امور کا علم عطا فرمایا جن  
کا پہلے آپ کو علم نہ تھا آیت پاک کے اس حصہ کے جو تفسیر امام المفسرین  
ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اسی کے لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں  
فرماتے ہیں۔

ومن فضل اللہ علیک یا محمد صلی اللہ وسلم مع ما نر ما تفضل بہ علیک من  
نعمہ اند انزل علیک الكتاب والحکمتہ وہی ما کان فی الكتاب مجملًا ذکرہ  
من حلالہ و حرامہ وامرہ ونہیہ واحکامہ ووعدہ ووعدہ وعلّمک ما لم

www.marfat.com



تکن تعلم من خبر الاولین والاخرین و ما کان و ما هو کائن (تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۷۷ جلد ۵)

ترجمہ: یعنی اے مصطفیٰ علیک افضل التیجۃ والثناء اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے بے پایاں احسانات میں سے یہ بھی خاص احسان فرمایا کہ آپ کو قرآن جیسی (عظیم) کتاب سے نوازا جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کا نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی۔ ایسی جامع کتاب کی بات حکمت یعنی قرآن کے حلال و حرام اور اوامر و نواہی وغیرہ کے اجمال کی تفصیل بھی نازل فرمائی نیز آپ کو ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ کو علم نہ تھا یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کے جزوں کا علم جو کچھ ہو چکا (ماکان) اور جو کچھ ہونے والا (و ما هو کائن) ہے اس کا علم بھی عنایت فرمایا امام ابن جریر علیہ الرحمۃ کے یہ الفاظ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے ”علم ما کان و ما ہو کائن“ عطا فرمایا ہے بعینہ یہی الفاظ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابو زید عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں پوری حدیث بمع ترجمہ حدیہ ناظرین ہے۔

حدثنی ابو زید قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر و بعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی اثم بعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم بعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و ما ہو کائن فاعلمنا احاطنا

ترجمہ: ابو زید عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا حضور نبی کریم ﷺ منبر سے اترے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ شروع کیا یہاں تک کہ عصر

کی نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور ﷺ نیچے تشریف لائے اور عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر اپنا خطبہ جاری فرمایا اور یہ خطبہ غروب آفتاب تک جاری رہا اس طویل خطبہ میں (جو صبح سے شام تک جاری رہا) حضور ﷺ نے ہمیں (ماکف) جو کچھ پہلے گذر چکا تھا کی بھی خبر دی اور (ملہو کلن) جو کچھ ہونے والا تھا اس کی بھی خبر دی ہم میں سے بڑا عالم وہ ہے جسے یہ خطبہ زیادہ یاد ہے (مسلم صفحہ 290 جلد 2 مطبوعہ اصح المظاہر کراچی)

آیت نمبر 8

ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء وھدی ورحمتہ وشری للمسلمین ○  
(سورۃ نحل آیت 89 جلد 2)

ترجمہ: اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا اور یہ سرایا ہدایت و رحمتہ ہے اور یہ مژدہ (خوشخبری) ہے مسلمانوں کے لئے۔

ہماری زندگی کے تمام گوشوں کے متعلق واضح ارشادات قرآن کریم میں موجود ہیں قانون سیاست، معاشیات، معاشرہ، اخلاق، بین الاقوامی تعلقات غرضیکہ ہر وہ چیز جس کا تعلق مومن کی زندگی کے ساتھ ہے ان سب کو قرآن پاک نے بیان فرما دیا ہے لیکن اس سے استفادہ کرنا ہر ایک کی اپنی استعداد پر موقوف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تو یہاں تک منقول ہے آپ نے فرمایا۔

لَوْضَا عَنِ عَقَالٍ بَعْدَ لَوْ جَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ "یعنی میرے اونٹ کا عقل (وہ رسی جس سے پاؤں باندھے جاتے ہیں) گم ہو جائے تو میں اسے بھی کتاب اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پاتا ہوں۔"

www.marfat.com



علامہ ابن کثیر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے قدین لنا فی هذا القرآن کل علم وکل شیء ”ہمارے لئے سارے علوم اور ساری چیزیں اس قرآن میں بیان فرمادی گئی ہیں“ قال مجاہد کل حلال و حرام مجاہد نے کہا کہ ہر حلال اور ہر حرام قرآن میں بتا دیا گیا ہے اس کے بعد علامہ ابن کثیر علیہ الرحمۃ اپنی رائے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا قول زیادہ جامع ہے کیونکہ تمام علوم نافیہ کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اس میں گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں بھی ہیں اور آنے والے واقعات کا بھی علم تھے ہر حلال و ہر حرام اور تمام وہ امور جن کی طرف لوگ اپنی دنیا اور اپنے دین، اپنی معاش اور اپنی معاویہ میں محتاج ہیں سب مذکور ہیں۔

و قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اعم واشمل لان القرآن اشتمل علی کل علم ینافع من خبر ما سبق و علم ما سأتی و کل خلل و حرام و عاالناس الیہ محتاجون فی امر دینا ہم و دینہم و معاشہم و معادہم (تفسیر ابن کثیر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بھی اس قول کی تائید کرتا ہے۔

جميع العلم فی القرآن لكن تقاصر عنه الفہام الرجال

کہ قرآن پاک میں تو تمام علوم ہیں لیکن لوگوں کے ذہن ان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

آیت نمبر 9

وقل رب زدنی علماً (سورہ طہ ج 3)

ترجمہ: اور دعا مانگا کیجئے اے میرے رب اور زیادہ کر میرے علم کو

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں قال ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ لم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی زیادہ حتی تولد اللہ یعنی اس دعا کی برکت تاہم واپس

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں اضافہ اور زیادتی ہوتی رہی۔ و قیل هذا  
اشارة الى العلم اللدنی (روح المعانی) علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ  
اس میں علم لدنی کی طرف اشارہ ہے اور علم لدنی اسے کہا جاتا ہے جو کسی نہ  
ہو محض اللہ تعالیٰ جل شانہ کی دین ہو۔

علامہ اسماعیل حق رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفسیر روح البیان نے یہاں بڑی  
پیاری بات لکھی ہے۔

در لطائف تفسیری رحمۃ اللہ علیہ مذکور است کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
زیادہ علم طلبید اور حوالہ مخفی کردند بے طلب پیغمبر مارا صلی اللہ علیہ وسلم دعا  
زیادتی علم پیاموخت و حوالہ الغیر خود نہ کرو تا معلوم شود کہ آنکہ در مکتب ادب  
”ادنی ربی“ سبق و قل رب زدنی علما خواندہ باشد ہر آئینہ در درسگاہ ملک عالم  
تکن تعلم نکتہ فعلت علم الاولین و الاخرین بگوش ہوش مستفیدان حقائق اشیا  
تواند رسانند علمائے انبیاء و اولیاء در روش رخشندہ چوں شمس النعمی۔

عالم کاموزگارش حق بود  
علم او بس کامل مطلق بود

ترجمہ: لطائف تفسیری رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ  
السلام نے علم کی زیادتی کا سوال کیا تو انہیں خضر علیہ السلام کے حوالے کر دیا  
گیا اور ہمارے نبی محترم ﷺ کو بن مانگے زیادتی علم کی دعا سکھادی اور اپنے  
سوا کسی کی طرف کسب علم کے لئے جانے کی اجازت نہ دی تاکہ دنیا کو معلوم  
ہو جائے کہ وہ ہستی جس نے ”ادنی ربی“ کے مکتب میں و قل رب زدنی علما کا  
سبق پڑھا ہے وہ علمک عالم تکن تعلم کی درسگاہ میں حقائق اشیا کی جستجو  
کرنے والوں کے گوش ہوش میں فعلت علم الاولین و الاخرین کا نقطہ پہنچا سکتا

Marfat.com



ہے۔

ترجمہ اشعار رومی تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمۃ کے علوم آپ کے قلب مبارک میں چاشت کے سورج کی طرح چمک رہے ہیں وہ عالم جس کا استاد حق تعالیٰ جل جلالہ ہو اس کے علم کے کمال کا کوئی کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔

آخری سطروں کی وضاحت ضروری ہے تاکہ عام تعلیم یافتہ افراد بھی لطف اندوز ہو سکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ ادنیٰ دینی فاحسن قادی "میرے رب جل جلالہ" نے مجھے اوب سکھایا ہے اور خوب سکھایا ہے گویا یہ وہ مدرسہ ہے جس میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس مدرسہ کا پہلا سبق یہ ہے "وقل رب زدنی علما" یعنی ہر وقت یہ دعا مانگو کہ اے میرے رب میرے علم میں مزید اضافہ فرما۔ یہ مدرسہ جس کا یہ پہلا سبق ہے اسی کے فیض سے حضور ﷺ کو علمک عالم تکن تعلم کا مرتبہ نصیب ہوا یعنی اے حبیب مکرم ﷺ جو کچھ آپ پہلے نہیں جانتے تھے ہم نے آپ کو سکھادیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقائق اشیاء کی تلاش کرنے والوں تک حضور پر نور ﷺ کا یہ اعلان پہنچا "فعلمت علم الاولین والآخرین" یعنی تعلیم الہی سے مجھے پہلے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کا علم بھی حاصل ہو گیا۔"

آیت نمبر 10

الرحمن ○ علم القرآن ○ خلق الانسان ○ علمه البيان ○ (4 سورہ

رحمن آیت 4، ج 5)

ترجمہ: رحمن جل جلالہ نے اپنے حبیب ﷺ کو سکھایا ہے قرآن پیدا فرمایا انسان کامل (نیز) اسے قرآن کا بیان سکھایا اس آیت مبارکہ میں علم کا فعل ذکر

ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے یعنی کس کو سکھایا اور کیا سکھایا یہاں دوسرا مفعول تو ذکر کر دیا کہ قرآن کی تعلیم، لیکن پہلا مفعول کہ کس کو تعلیم دی مذکور ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مفعول اتنا عیاں ہے کہ عدم ذکر کے باوجود کسی کو اس بارے میں تردد نہیں ہو سکتا اور وہ ہے ذات پاک محمد مصطفیٰ حبیب کبریا علیہ الطیب التیۃ واجمل التناء۔

حضور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے سوا جتنا کچھ علوم قرآنیہ سے کس کو حصہ ملا ہے وہ سب حضور ﷺ کے واسطے سے اور حضور پر نور ﷺ کے طفیل ملا ہے۔

ذرا غور فرمائیے متعلم محمد ابن عبد اللہ روحی و قلبی فداہ ہے اور معلم خود خالق ارض و سما ہے۔ شاگرد کا امی اور استاد عالم الغیب والشمۃ ہے۔ اور پڑھایا کیا ہے؟ قرآن؟ کونسا قرآن؟ جو سرپا رحمت ہے جو مجسم ہدایت ہے جو نور علی نور ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے ہذا مان للناس وھدی و موعظۃ للمتقین۔ جس کے بارے میں ارشاد خداوندی جل جلالہ ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر اس کتاب مبین میں موجود نہ ہو) اس تعلیم سے جو بحر بے پیداکنار اس صدر منشرح میں موجزن ہوا اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا علم ادم الاسماء کلھا اور خلیفۃ اللہ فی العالم کے بارے میں فرمایا علم القرآن

بسی تفاوت را از کجا است تاہکی

خلق الانسان کے متعلق بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول بھی منقول ہے کہ ”الانسان“ سے مراد حضور نبی مکرم ﷺ ہیں، قال ابن عباس

رضی اللہ عنہ ایضا وان کسان الانسان مہنا برادہ محمد (قرطبی)

Marfat.com



علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :

جازان يقال خلق الانسان لعنى محمد ﷺ علمه البيان لعنى القرآن فيه بيان ما كان وما يكون من الازل الى الابد لعنى یہ درست ہے کہ یہاں انسان سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں اور علمہ البیان سے قرآن مراد ہو جس میں ما کان وما يكون جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے ازل سے ابد تک کا بیان ہے۔

آیت نمبر 11

ارشاد الہی جل جلالہ ' ہے الم نشرح لك صدوك (سورہ الشرح ج 5)

ترجمہ : کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔

علامہ سید محمود آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الشرح اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے کسی ابھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی شرح کہتے ہیں فرماتے ہیں کہ شرح کے لفظ کا استعمال دلی مسرت اور قلبی خوشی کے لئے بھی ہوتا ہے آخر میں لکھتے ہیں۔

وقد يراد به تائيد النفس بقوة قلميته وانوار الهته بحيث تكون ميدانا لمواكب المعلومات وسماء لكواكب الملكات وعرشا لانواع التجليات وعرشا لسوائم الواردات فلا يشغلها شان عن شان و يستوى لله يكون وكائن و ما كان (روح المعاني)

یعنی شرح صدر کا یہ مفہوم بھی لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوت قدسیہ اور انوار الہیہ سے اس طرح مویذ کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے اور گوناگوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے جب کسی کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی اس کے نزدیک مستقبل ' حل اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں پھر فرماتے ہیں والا نسب بمقام الامتان

ہنا ارادة هنا المعنى الاخير اس مقام پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے احسان کا ذکر فرما رہا ہے اس لئے یہاں شرح صدر کا آخری معنی زیادہ مناسب ہے۔  
اس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح بایں الفاظ فرماتے ہیں۔

لَا مَفْزَعَ لِمَنْ يَصْلُحُ حَتَّى حَوَى عَالَمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَجَمَعَ بَيْنَ مَمْلَكَتِي  
الْإِسْتِفَادَةِ وَالْإِمَارَةِ لَمَّا صَدَّكَ الْمَلَابِسَةُ بِالْعَلَائِقِ الْجَسْمَانِيَّةِ عَنْ  
الْقَبَاسِ أَنْوَارِ الْمَلَكَاتِ الرُّوحَانِيَّةِ وَمَا عَاثَكَ التَّعَلُّقُ بِمَصَالِحِ الْخَلْقِ عَنْ  
الْإِسْتِغْرَاقِ لِي شُغْلٍ الْعَقْلِ (روح المعانی)

یعنی آیت کا معنی ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں فرما دیا کہ  
غیب و شہادہ کے دنوں جہاں اس میں سامگئے ہیں استفادہ اور افادہ کی دو مملکتیں  
جمع ہو گئی ہیں علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار  
کے حصول میں رکاوٹ نہیں خلق کی بہودی کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت  
الہی جل جلالہ میں استغراق رکاوٹ نہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

اس میں علوم و معارف کے سمندر اتار دے اور لوازم نبوت اور فرائض  
رسالت برواشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا۔

## آیت نمبر 12

علامہ عثمانی نے نے الرحمن فسل بہ خبیراً وہ رحمٰن جل جلالہ ہے سو  
پوچھ اس کے بارے میں کسی واقف حل سے کی آیت کی توضیح کرتے ہوئے  
لکھتے ہیں..... لیکن مخلوق میں سب سے بڑے جاننے والے حضرت محمد رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی ذات گرامی میں حق تعالیٰ جل مجدہ  
الکریم نے اولین و آخرین کے تمام علوم جمع فرما دیئے خدا تعالیٰ جل شانہ کی  
شانوں کی کوئی ان سے پوچھے (حاشیہ عثمانی)

Marfat.com



## آیت نمبر 13

ارشاد الہی جل جلالہ 'ہے علم الانسان مالم یعلم' (سورہ العلق 5، ج 5)  
ترجمہ: اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا ہے۔

انسان کو جو کچھ سکھایا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہی سکھایا ہے سارے  
علوم و فنون، اسرار و معارف، انکشافات و ایجادات اسی کے بے پایاں علم کی  
نہریں ہیں جتنا چاہتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے، ابوالبشر  
حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء اسی نے تعلیم کیا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے سینوں کو رشد و ہدایت کے نور سے اسی نے  
منور کیا۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والا شعار ہانہ  
تعالیٰ یعلمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من العلوم مالا یحیط بہ العقول مالا  
یعنی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے محبوب  
کریم ﷺ کو اتنے علوم سکھائے جن کا احاطہ عقلیں نہیں کر سکتیں (روح  
المعانی)

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں یحتمل ان یكون المراد بالانسان معلمہ.....  
فاللہ سبحانہ علم نبیہ بتلك العظائم الثلاث علوم الاولین والاخرین (مظہری)  
یعنی ممکن ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد محمد ﷺ ہوں پس اللہ تعالیٰ  
جل شانہ نے جبرئیل علیہ السلام کے تین بار بھیجنے سے اپنے نبی مکرم ﷺ کو  
اولین و آخرین کے علوم سکھا دیئے۔

## آیت نمبر 14

ما انت بنعمتہ ربک بمجنون (القلم 2، ج 5)

ترجمہ: آپ اپنے رب جل شانہ کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

علامہ عارف ربانی اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ایک دوسرا

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میں نے اپنے رب سے اپنی عقل و ہوش کو بچھڑا دیا ہے۔

مفہوم ذکر کرتے ہیں۔

فی التاویلات النجیۃ بنعمتہ ربک مستور عما کان من الازل وما سیکون  
الی الابد لان الجن هو الستر ما سى الجن جنا الا لاستاره من الانس بل  
انت عالم لما کان وخبر لما سیکون لیل علی احاطتہ علمہ قولہ علیہ السلام  
لوضع کفہ علی کفی لوجلت بردہ بین ثلثی و علمت ما کان وما یكون ○

ترجمہ: تاویلات نجیہ میں ہے کہ مجنون معنی مستور ہے۔ آیت کا معنی یہ  
ہے کہ ”اے حبیب ﷺ! اللہ تعالیٰ کی نعمت سے آپ پر جو ازل میں ہو چکا یا  
جو ابد تک ہونے والا ہے وہ مستور و پوشیدہ نہیں کیونکہ مجنون جن سے ہے۔  
اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہوتا ہے بلکہ آپ  
ﷺ پر جو کچھ ہو چکا اس سے بھی واقف ہیں اور جو ہو گا اس سے بھی خبردار  
ہیں۔ اور حضور ﷺ کے اس علم کامل پر یہ حدیث دلالت کرتی کہ آپ  
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں  
کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پلایا پس  
میں نے ماکان و مایکون کو جان لیا۔“

آیت نمبر 15

عالم الغیب فلا یتطہر علی عبید احدا الا من ارتضیٰ من رسول الخ (سورۃ الجن  
26 ج 5)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے۔ پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر  
کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرمایا (غیب کی تعلیم کے  
لئے)۔

عالم الغیب خبر ہے اور اس کا ابتدا ہو محذوف ہے یعنی ہو عالم الغیب  
یہاں ابتدا اور خبر دونوں معرفہ ہیں۔ اس لئے حصر کا معنی پلایا جائے گا۔ یعنی

www.marfat.com



وہی غیب کو جاننے والا ہے۔ اس سے یہ پتہ چل گیا کہ کوئی انسان خواہ وہ کتنا ذہین و فطین ہو اس کے علم و عرفان کا پلایا کتنا بلند ہو۔ اس کے درجات کتنے ہی رفیع ہوں وہ غیب نہیں جان سکتا۔ نہ اپنے حواس سے نہ قوت شعور سے نہ فراست سے نہ قیاس اور عقل سے۔ بجز اس کے کہ خداوند عالم جو عالم الغیب ہے وہ خود اس کو اس نعمت سے سرفراز فرما دے۔ یہ بھی بتا دیا کہ علم غیب کے دروازے ہر ایرے غیرے کے لئے کھلے نہیں بلکہ وہ صرف ان رسولوں کو اس نعمت سے نوازتا ہے جن کو وہ چن لیا کرتا ہے۔ یہ ہے وہ صاف اور سیدھا مطلب۔ جو اس آیت سے بغیر کسی تکلف کے سمجھ آتا ہے۔

چنانچہ علامہ بغوی لکھتے ہیں۔ ”ان من مصطفیٰ لرسالتہ لفظہ علی ما يشاء من الغیب“ کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی رسالت کے لئے چن لیتا ہے اس کو جس غیب پر چاہتا ہے آگاہ کر دیتا ہے۔ علامہ خازن لکھتے ہیں۔ ”الا من مصطفیٰ لرسالتہ و نبوتہ لفظہ علی ما يشاء من الغیب“ علامہ قرطبی کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ثم استثنى من ارتضاء من الرسل لا ودعهم ما يشاء من غيبه بطريق الوحي الهم (قرطبی)۔

پھر ان رسولوں کو جن کو اس نے چنا ہے مستثنیٰ کر دیا ہے پس ان کو جتنا چاہا اپنے غیب کا علم بطریق وحی عطا فرمایا۔  
ابو حیان اندلسی رقمطراز ہیں۔

الا من ارتضى من رسول استثناء من احدى لانه بظهور علی ما يشاء من فالک یعنی من احد سے کی گئی۔ یعنی رسول مرتضیٰ کو جتنے غیب پر وہ چاہتا ہے مطلع استثناء کر دیتا ہے۔ علامہ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباسؓ، قتادہ او

www.marfat.com

ابن زید سے اس کی یہی تفسیر نقل کی ہے۔ ”الا من ارتضى من رسول لانه  
بصطفتهم بطلعهم على ما يشاء من الغيب“ یعنی اللہ تعالیٰ رسولوں کو چن لیتا  
ہے اور انہیں غیب میں سے جتنا چاہتا ہے اس پر آگاہ کر دیتا ہے۔

علامہ زحشری معتزلی ہیں۔ اپنے عقیدہ اعتزال کے مطابق اس آیت سے  
انہوں نے اولیاء کرام کی کرامت کی نفی کی ہے۔ لیکن انبیاء کے لئے علم غیب  
کا انکار انہوں نے بھی نہیں کیا وہ لکھتے ہیں کہ آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ  
صرف اپنے رسولوں کو غیب پر آگاہ کرتا ہے۔ اولیاء خواہ مرتبہ ارتضیٰ پر فائز  
ہوں بحر حال وہ رسول نہیں ہیں۔ اس لئے انہیں غیب نہیں ہو سکتا۔

### آیت نمبر 16

وما هو على الغيب بضنين (سورہ تکویر 24 ج 5)

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بھی ذرا بخیل نہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس آیت پر جو تفسیری حاشیہ لکھا ہے وہ آپ  
ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرنے والوں کے لئے باعث ہدایت ہو سکتا  
ہے، لکھتے ہیں۔

”یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہو یا  
مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی  
حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے  
اور ان چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ (تفسیر عثمانی)

Marfat.com



## احادیث طیبہ سے استدلال

اس تلمیذِ رحمن نے اپنی زبان حق ترجمان سے ہمیں جو کچھ بتایا ہے ہم اس کو حق تسلیم کرتے ہیں اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اسی کی زبان پاک سے نکلا ہوا یہ قول طیب ہم نے سنا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی عزوجل فی احسن صوۃ قال لہما یختصم الملاء الا علی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت برہ بن ثنی فعلمت ما فی السموات والارض ○ (اشعۃ اللغات صفحہ 458 جلد 3)

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا آج میں نے اپنے بزرگ و برتر پروردگار کی زیارت کی ہے۔ بڑی حسین اور پیاری صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی ہتھیلی میرے کندھوں کے درمیان رکھی۔ جس کی ٹھنڈک میں بنے سینے میں محسوس کی۔ پھر میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور جو کچھ زمین میں

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”پس دانستم ہرچہ در آسمانها و ہرچہ در زمین ہابود عبارت است (عیارتست) از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں“

ترجمہ: پس جو چیز آسمانوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا۔ اور چیز زمینوں میں تھی اسے بھی میں نے جان لیا (پھر فرماتے ہیں) کہ ارشادِ نبوی کا مقصد یہ

www.marfat.com

ہے کہ تمام علوم جزوی و کلی مجھے حاصل ہو گئے۔ اور ان کا میں نے احاطہ کر لیا ہے۔ (اشع اللغات صفحہ 459 جلد 3)

علامہ علی القاری اپنی کتاب المرقات شرح مشکوٰۃ میں پہلے اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں اس کے بعد شارح بخاری علامہ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہیں۔ میں یہاں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے فقط علامہ ابن حجر کے قول پر اکتفا کرتا ہوں۔

قال ابن حجر ای جمیع الکائنات التي فی السموات بل وما فوقها.....  
والارض هی بمعنى الجنس ای و جمیع ما لی الارضین والسبع و ما تحتها.... یعنی اللہ تعالیٰ اری ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکوت السموات والارض وکشف له فالك وفتح علی ابواب الغیوب (المرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج 1 ص 463)

ترجمہ: علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات جو آسمانوں میں تھی بلکہ ان کے اوپر بھی جو کچھ تھا۔ اور جو کائنات سات زمینوں میں تھی بلکہ ان کے نیچے بھی جو کچھ تھا۔ وہ میں نے جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو آسمانوں اور زمینوں کی پوشلی دکھائی تھی اور آپ پر منکشف کیا تھا۔ اور مجھ پر اللہ تعالیٰ نے غیب کے دروازے کھول دیئے ہیں (ج 3 ص 459)

ممکن ہے اس حدیث کی سند کے بارے میں کسی کو شک ہو۔ اس لئے اس کے متعلق مشکوٰۃ کے مصنف کی رائے غور سے سن لیجئے۔ جو انہوں نے یہ حدیث متعدد طرق سے نقل کرنے کے بعد تحریر کی ہے۔ اگر دل میں حق پذیری کا جذبہ موجود ہو تو بفضلہ تعالیٰ یقیناً تسلی ہو جائے گی۔

رواہ احمد والترمذی و قال حسن صحیح و سالت محمد ابن اسمعیل

www.marfat.com



البخاری من هنا الحديث فقال هذا حديث صحيح (مشکوٰۃ شریف) کتاب  
(الصلوة)

اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ترمذی نے  
کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے  
متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا ”ہذا  
حدیث صحیح“ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت  
کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

”قام لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون في مقامه  
فانك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسبه من نسبه قد علمه  
اصحابي هؤلاء وانه يقول يكون منه الشئ قد نسيت لاراه فاذا ذكره كما يذكر  
الرجل وجه الرجل ان غاب عنه ثم افا راه“

ترجمہ: ایک روز حضور رسول اکرم ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے اور  
قیامت تک ہونے والی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کا ذکر حضور ﷺ نے نہ فرمایا  
ہو۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ بھلا دیا اسے جس نے بھلا دیا۔ میرے یہ  
سارے صحابہ اس کو جانتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ایسی شے وقوع پذیر  
ہوتی ہے۔ جس کو میں بھول چکا ہوتا ہوں۔ تو اسے دیکھتے ہی مجھے یاد آجاتا  
ہے۔ (کہ حضور ﷺ نے یونہی فرمایا تھا) بالکل اس طرح جیسے تیرا کوئی واقف  
آدمی کافی عرصہ تجھ سے غائب رہا ہو اور جب تو اسے دیکھے تو اسے پہچان  
لے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ  
عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عن عمر قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مقاما - فاخبرنا عن بدء  
الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ فالك من  
حفظه ونسبه من نسبه

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن  
رسول اللہ ﷺ قیام فرما ہوئے اور تخلیق کائنات کی ابتداء سے لے کر اہل  
جنت کے اپنی منازل میں اور اہل دوزخ کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے  
تک کے تمام حالات سے ہمیں خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ بھلا  
دیا اسے جس نے بھلا دیا (ج 3 ص 460)

علامہ علی القاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی وضاحت کرتے  
ہوئے علامہ طیبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

قال طیبی حتی غایتہ اخبر مبتدا من ہذا لخلق حتی انتہی الی دخول اہل الجنة  
الجنة ووضع الماضي موضع المضارع مبالغته للتحقيق المستفادة من قول  
الصديق الامين صلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں حتی کا لفظ غایت کے  
لئے ہے۔ یعنی حضور ﷺ نے اپنے اس جامع خطبہ میں کائنات کی آفرینش  
سے لے کر اس وقت تک کے تمام حالات بیان فرمائے۔ جبکہ جنتی اپنے  
محلات میں قیام پذیر ہو جائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جنتیوں کا جنت میں  
دخول کا زمانہ تو مستقبل میں ہوگا اس لئے حتی داخل یعنی مضارع کا صیغہ  
استعمل ہونا چاہئے تھا۔ حدیث میں ماضی کا صیغہ حتی دخل کیوں استعمل ہوا  
ہے۔ اس کا جواب دیتے ہیں۔ ”کیوں کہ یہ خبر دینے والا صادق (سچا) اور امین  
(دیانتدار) رسول ہے۔ اس نے آئندہ کے متعلق جو فرما دیا کہ ایسا ہوگا۔ اس کا  
ہونا بھی اتنا ہی یقینی ہے۔ جتنا اس بات کا جو پہلے ہو چکی ہے۔“

www.marfat.com



ابوداؤد کی حدیث میں ہے جب خیبر پر حضور ﷺ نے حملہ کیا تو ان دنوں ایک شخص فوت ہو گیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں جنازہ کے لئے عرض کی گئی تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا۔ صلوا علی صاحبکم جاؤ تم اس کا جنازہ پڑھو۔ تو صحابہ کرام کے چہروں کی حالت بدل گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا ان صاحبکم غل لی اللہ کہ تمہارے اس دوست نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ ہم حیران ہو گئے اور جب اس کے مال کی تلاشی لی۔ فوجدنا خردا من خرد ولا ساوی دوہمین تو ہمیں اس کے سامان سے یہودیوں کے چند منکے ملے جن کی قیمت دو درہم سے بھی کم ہے (ابوداؤد) پتہ چلا نگاہ نبوت سے اتنی سی بات بھی پوشیدہ نہ تھی۔ (ج ۱ ص 292)

خفیات قلوب کا علم: ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ کہ احد کے درہ پر متعین تیر اندازوں نے جب دوسرے مسلمانوں کو مال غنیمت اکٹھا کرتے دیکھا تو ان کے دل میں یہ خیال گذرا کہ حضور ﷺ فرمادیں من اخذ شئنا فہولہ کہ جس نے جو چیز لے لی اسی کی ہو گئی اور ہم بالکل محروم رہیں۔ یہ خیال کر کے اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے ان کے دل کی بات کہہ دی۔ اظنتم اننا نغل ولا نقسم لکم کیا تم نے سوچا کہ ہم مال غنیمت حاصل کریں گے۔ اور تمہیں نہ دیں گے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وما کان لنبی ان یغل ومن یغل یات بما غل یوم القیامتہ

نہیں ہے کسی نبی کی یہ شان کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گل۔ اپنے ہمراہ خیانت کی ہوئی چیز لے آئے گا قیامت کے دن (ج ۱ ص

## پوشیدہ خزانہ کا علم

اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے زر فدیہ روانہ کیا چچا عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کے اسلام کو جانتے ہیں۔ اگر تمہارا دعویٰ اسلام درست ہے تو اس فدیہ کا تمہیں اچھا بدلہ مل جائے گا۔ لیکن کیونکہ تم بظاہر کفار کے ساتھ بدر میں آئے ہو۔ اس لئے فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔ عباس نے عرض کی میرے پاس تو کچھ نہیں میں کہاں سے لاؤں۔ نبی مرسل نے فرمایا۔ **فان المال الذی دلتہ انت وام الفضل فقلت لها ان اصبت لی سفری هنا فهنا المال لبني فضل وعبدالله وقثم۔**

”وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور تمہاری بیوی ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا تھا۔ اور تم نے کہا تھا اگر میں اس سفر میں مارا جاؤں تو یہ مال میرے بچوں فضل، عبد اللہ اور قثم کو دے دیتا۔“ عباس سرپا تصویر حیرت بن کر رہ گئے اور گویا ہوئے یا رسول اللہ ﷺ انی لا علم انک رسول اللہ ان هنا شیئ ما علمہ غیری وغیرام الفضل میں مان گیا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں کیونکہ جس چیز کی خبر آپ نے دی۔ اس کا علم تو بجز میرے اور ام الفضل کے کسی کو نہ تھا۔ چنانچہ جہاں دوسرے قیدیوں سے فدیہ لیا گیا وہاں آپ سے سو لوقیہ سونا لیا گیا۔ اس کے علاوہ وہ اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ کا زر فدیہ بھی انہیں ہی ادا کرنا پڑا۔ (قرطبی و دیگر تفاسیر ج 2 ص 167 آیت 70 انفل)

www.marfat.com



کسی کے مرنے کی کیفیت اور کسی کی شقاوت کا علم

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا۔ پہلے زمانے کا بد بخت آدمی وہ تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی لوثنی کو مار ڈالا اور آئندہ زمانے کا بد بخت ترین آپ کا قاتل ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي اشدني الاولين عاقرا فاقه صالح  
واشدني الاخرين لا تلک (مطہری ج 2 آیت 77 اعراف)

www.marfat.com

## ما فی الارحام کا علم

حد ثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو الصادق والمصدق ان احدکم یجمع حلقہ فی بطن امہ اربعین یوما ثم یكون فی فاک علقته مثل فاک ثم مضغته مثل فاک ثم یرسل الملک فینفخ فیہ الروح و یومر باربع کلمات یتکب رزقہ واجلہ و عملہ و شقی او سعید

یعنی حضور ﷺ نے بیان فرمایا۔ اور آپ سچے ہیں کہ تم میں سے ہر شخص پیدائش کے وقت اپنی ماں کے شکم میں چالیس دن (گزرنے کے بعد وہ منفذ ہوتا ہے۔ پھر 40 دن گزرنے کے بعد) تک رہتا ہے۔ پھر وہ ملقہ بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں۔ جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ اور اسکو چار چیزیں لکھنے کا امر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ 1- اس کا رزق 2- اس کی موت کا وقت 3- اس کے اعمال 4- اور یہ کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے آگاہ کرنے سے فرشتوں کو ”ما فی الارحام“ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی موت کا بھی پتہ چل جاتا ہے۔ آیت میں جس چیز کی نفی ہے کہ ما فی الارحام کو کوئی نہیں جانتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا۔ (ج 3 ص 199)

سورۃ توبہ میں وہموا بما لکم بنا لواء (انہوں نے ارادہ کیا ایسی چیز کا جسے وہ

www.marfat.com



نہ پاسکے) کے تحت علامہ ابن کثیر کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو بارہ تیرہ منافقوں نے تہیہ کر لیا کہ جب آپ ﷺ رات کو سفر کر رہے ہوں اور کسی گھائی کے دھانے پر پہنچیں تو دھکا دے کر گرا دیا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے تھے۔ حذیفہ بن یمان اونٹنی کی نکیل پکڑے آگے آگے اور حضرت عمار پیچھے پیچھے۔ جب اونٹنی گھائی کے کنارے پہنچی تو بارہ آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے۔ راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں للکارا تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تم نے انہیں پہچانا۔ عرض کی حضور وہ تو منہ ڈھانپے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہولاء المنافقون الی یوم القیامہ یہ اذلی بد بخت ہیں۔ قیامت تک یہ بد بخت ہی رہیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اس مقصد کے لئے آئے تھے کہ مجھے گھائی میں گرا دیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان کے قتل کا حکم صادر کیوں نہیں فرماتے۔ تو حکیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا اکروہ ان بتعلث العرب بنہا ان محمداً قاتل یقوم حتی اظہرہ اللہ بہم اقبل علیہم یقتلہم (ثم قال اللہم ارمہم بالذلیلۃ قلنا یا رسول اللہ! ما الذلیلۃ؟ قال شہاب من نار یقع علی ناطق قلب احلہم لہلک) (ابن کثیر)

نہیں۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ عرب یہ کہیں کہ محمد علیہ السلام ایک قوم کو ساتھ لے کر لوگوں سے لڑتا رہا۔ اب جب غالب آگیا تو اسی قوم کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ انہیں ذلیلہ کا تیر مار۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ذلیلہ کیا ہے۔ فرمایا یہ آگ کا شعلہ ہے جو ان کی رگ دل پر پڑے گا۔ اور انہیں ہلاک کر دے گا۔ (ج 6 ص 233، 234)

## کسی کے جنتی ہونے کا علم

امام بخاری حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ آج میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں۔ ایسے نبی بھی میرے سامنے سے گزرے جن کے ساتھ صرف ایک امتی تھا۔ جن کے ساتھ ایک امتی بھی نہیں تھا۔ پھر میں نے جم غفیر دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو گھیر لیا تھا۔ کہا گیا یا رسول اللہ یہ آپ کی امت ہے۔ مع ہولا سبعون الفاہ خلون الجنة بغير حساب۔ ان میں (70) ستر ہزار آپ کے وہ غلام ہیں جو بغیر حساب کی جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی جن کا نام عکاشہ بن محسن تھا۔ آگے بڑھے اور عرض کیا انہم انا یا رسول اللہ قال نعم کیا یا رسول اللہ میں ان میں سے ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں تو ان میں سے ہے۔ وقام الا خرو قال انہم انا یا رسول اللہ فقال سبک عکاشہ پھر دوسرا اٹھا اور پوچھا یا رسول اللہ میں ان میں سے ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تجھ سے عکاشہ سبقت لے گئے ہیں۔ (ج 5- ص 93)

Marfat.com



## جنت، شہادت اور محمود زندگی کی خوشخبری

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے۔ اس آیت (یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہر وادہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تعبط اعمالکم وانتم لا تشعرون) کے نزول سے ان پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی گھر میں بیٹھے رہے۔ دروازہ کو قفل لگا دیا۔ اور دن رات زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ مرشد کریم نے جب ایک دو روز ثابت کو نہ دیکھا تو ان کے بارے دریافت کیا۔ عرض کیا گیا کہ انہیں تو دن رات روتے سے کام ہے۔ دروازہ بند کر رکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بلا بھیجا اور روتے کی وجہ پوچھی تو اطاعت شعار غلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری آواز اونچی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہو۔ میری تو عمر بھر کی کمائی عارت ہو گئی اس دلنواز آقا نے تسلی دیتے ہوئے یہ مژدہ جانفرا سنایا اما ترضی ان تعض حملاً و قتل حملاً و تدخل الجنتہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قتل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید قتل کئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ عرض کیا

www.marfat.com

رضیت اپنے رب کریم کی اس نوازش بے پایاں پر بندہ راضی ہے۔ (روح المعانی ج 4- ص 579)

لهم البشري في الحياة الدنيا وفي الآخرة  
 کے تحت حدیث بحوالہ امام ترمذی نقل فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام کے عہد  
 مبارک میں یہ مژدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان ترجمان سے دیا کرتے  
 تھے جس طرح متعدد صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام نے صراحۃً جنتی ہونے کی  
 خوشخبری دی چنانچہ فرمایا۔

ابوبکر فی الجنة و عمر فی الجنة و عثمان فی الجنة و علی فی الجنة  
 والزبیر فی الجنة و عبدالرحمن بن عوف فی الجنة و سعد بن ابی وقاص فی  
 الجنة و سعید بن زید فی الجنة و ابو عبیدہ بن جراح فی الجنة۔ (ترمذی ج 2-  
 ص 316)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اما انکما اہابکرا اول من  
 یدخل الجنة من امتی (ابوداؤد) اے ابوبکر تم میری امت میں سے سب سے  
 پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ حضرت حسنین کریمین کے متعلق فرمایا۔ سید  
 اشباب اہل الجنة۔ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

www.marfat.com



## اثبات علم غیب پر حدیث تقریری

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں۔ ایک روز فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ آپ نے پوچھا تم میں سواد بن قارب ہے۔ آئندہ سل آپ نے یہی سوال دہرایا۔ میں نے عرض کی سواد کون ہے۔ فرمایا ان کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ اس اثناء میں حضرت سواد ہی آ پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے سواد اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرو۔ سواد بولے اے امیر المومنین میں ہند میں تھا اور ایک جن میرا تابع تھا۔ ایک شب میں سویا ہوا تھا۔ اس نے آکر مجھے خواب میں کہا۔ اٹھو اور میری بات سنو! اللہ تعالیٰ نے قبیلہ لوی بن غالب سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ دوڑو اور اس پر ایمان لاؤ۔ تین رات یوں ہی ہوتا رہا۔ اس کے بار بار کہنے کی وجہ سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ میں اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ مکرمہ پہنچا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آس پاس حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا مرحبا بک یا سواد بن قارب قد علمنا ما جاء

www.marfat.com

ہی اے سواد خوش آمدید جو تجھے لے آیا ہم اس کو بھی جانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے چند شعر عرض کئے ہیں۔ اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی انہوں نے قصیدہ پیش کیا۔ ابتداء میں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ آپ بھی سنئے

لا شہدنا للہ لا رب غیرہ وانکما مون علی کل غائب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی رب نہیں ہے اور آپ کو ہر قسم کے غیہوں کا امین بنایا گیا ہے۔

وانکما دنی المرسلین وملتہ الی اللہ این الا کرمین الا الطالب

اے بزرگوں اور پاکبازوں کے فرزند تمام رسولوں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت قریب ہے۔

لمرنا بما یتکما خیر مرسل وان کان لہا جاعثا للنائب

جو وحی آپ کے پاس آتی ہے آپ ہمیں اس کا حکم دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کے حکم میں ہمارے بل ہی سفید ہو جائیں۔

وکن لی شیعاً یوملاً فوشلاعتہ سوا کہمن عن سواد بن قارب

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز سواد بن قارب کی شفاعت فرمائیے۔ جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کسی کی شفاعت کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر سن کر فرمایا۔ اللعت یا سواد اے سواد تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔ امیر المومنین نے پوچھا کیا وہ جن اب بھی تمہارے پاس آتا ہے۔ عرض کی جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا پھر نہیں آیا۔ میں خوش ہوں کہ مجھے جن کے عوض قرآن کریم جیسا صحیفہ ہدایت مل گیا۔ (ج 4 ص 490 آیت 29 سورۃ الاحقاف)

www.marfat.com



## علم رسالت کے متعلق علامہ بو صیری کا عقیدہ

فان من جودک الدنیا وضرتها

ومن علومک علم اللوح والقلم

یعنی دنیا و آخرت دونوں آپ کی جود و کرم کے مظہر ہیں اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

علامہ علی قاریؒ حنفی آخری مصرعہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں علمہما

ان یکون سطرًا "من سطور علمہ ونہرا" من محور علمہ

یعنی لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کے ایک سطر ہے اور آپ کے

علم کے سمندر کی ایک نر ہے۔ (شرح قصیدہ بمدہ قلمی کتب خانہ ضلع اٹک

ج 5 ص 598)

www.marfat.com

## علم رسالت پر بائبل کی گواہی

سورۃ اعراف کی آیت نمبر 157 کے تفسیری حاشیہ نمبر 206 کے آخر میں بائبل کی آیت نمبر 13 کا حوالہ ہے۔ ”لیکن جب وہ سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ وہ نے گادے کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔“

marfat.com



## قیامت کا علم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یسئلونک عن الساعة ایان مرسها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو ○ ثقلت فی السموات والارض ○ لا تا تمکم الا بغتہ ○ یسئلونک کانک حفی عنها قل انما علمها عند اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ (سورۃ الاعراف۔ ج 2 ص 108)

ترجمہ: ”وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے قیامت کے متعلق کہ کب واقع ہو گی۔ آپ کہئے کہ اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ نہیں ظاہر کرے گا اسے اپنے وقت پر مگر وہی (یہ حلوٰۃ) بہت گراں ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں نہ آئے گی تم پر مگر اچانک“ وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ خوب تحقیق کر چکے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

جس طرح موت کا وقت مخفی رکھنے میں حکمتیں ہیں اسی طرح قیامت کے دن کو بھی ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کو انتہائی طور پر پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ قرآن حکیم میں یہاں بھی اور اس کے علاوہ متعدد مقامات پر قیامت کے وقوع کے علم کو علم الہی کی طرف تفویض کیا گیا ہے، اور اس آیت میں ایک

www.marfat.com

مرتبہ فرمایا۔ انما علمها عندی اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے۔ اور دوسری مرتبہ فرمایا انما علمها عند اللہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ انہیں آیات طیبات کے پیش نظر اکثر مفسرین نے علم وقوع قیامت کے متعلق تصریح فرمائی ہے۔ ان اللہ تعالیٰ فلما سائر بعلمها (کشاف وغیرہ) یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ چنانچہ علامہ بیضاوی نے اسے ان مقابہات سے شمار کیا ہے جن کا علم ذات الہی سے مختص ہے۔ وہ سورۃ آل عمران کی آٹھویں آیت وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم الخ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس آیت میں جن علماء نے الا اللہ پر وقف کیا ہے انہوں نے مقابہات سے وہ اشیاء مراد لی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔

ومن وقف علی الا للہ لسر المتشابه بما استأثر اللہ بعلمہ کلمۃ بقاء اللہ فی وقت الساعۃ وخواص الاعداد کعدا لزمانہ او بما دل القاطع علی ان ظاہرہ لمراد ولم یل علی ما هو المراد (بیضاوی)

ترجمہ: ”جن علماء نے اس آیت میں الا اللہ پر وقف کیا ہے۔ انہوں نے مقابہ کی تفسیر ان امور سے کی ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ جیسے اس دنیا کی بقا کی مدت، قیامت برپا ہونے کا وقت زبانیہ کی تعداد نیز وہ آیات جن کا ظاہری معنی دلائل قطعیہ کے باعث مراد نہیں ہو سکتا“ لیکن ان آیات سے یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ شاید ان امور کے متعلق دوسرے عام لوگوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ بھی محض بتو اوقف اور بے خبر ہوں اس وہم کا ازالہ حضرت علامہ محمود آلوسی نے فرمادیا۔ اسی سابقہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

ولعل القائل یكون المتشابه بما استأثر اللہ تعالیٰ بعلمہ لا يمنع تعلیمہ للنبی

www.marfat.com



صلی اللہ علیہ وسلم بواسطۃ الوحی مثلاً ولا لقاء فی روع الولی کامل  
مفصلاً لکن لا یصل الی درجۃ الا حاطۃ کعلم اللہ تعالیٰ وان لم یکن مفصلاً  
للا اقل من ان یمکن معجلاً ومنع هنا اذک مکاناً یجاد یقول بہ من عرف  
رتبۃ النبی ورتبۃ اولیاء امتہ کاملین (روح المعانی ج 3- ص 87)

ترجمہ: یعنی جنہوں نے مشابہ کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ امور جن کا علم اللہ  
تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے مختص فرما لیا ہے وہ بھی اس کا انکار نہیں کرتے کہ  
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ امور  
مفصلاً "سکھا دیئے ہوں یا ولی کامل کے دل میں القاء فرما دیا ہو۔ لیکن یہ تفصیل  
بھی اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ یا تفصلاً "نہیں تو  
اجملاً" جس شخص کو بھی سید المرسلین کی شان رفیع کا علم ہے اور حضور پر نور  
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کاملین کے رتبہ کو جانتا ہے وہ یہ کہنے  
کی جرات نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب مکرم ﷺ کی شان پہچاننے والی چشم بینا  
عطا فرمادے (آمین)۔

البتہ یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ان امور کو حضور ﷺ بھی جانتے  
ہیں۔ تو ان امور کے علم کو ذات خداوندی سے مخصوص کرنا اور کلمات حصر کا  
ذکر چہ معنی دارد؟ اس شبہ کا ازالہ بھی فاضل آلوسیؒ نے فرما دیا۔ لکھتے ہیں  
انما المنع من الا حاطۃ ومن معرفۃ علی سبیل النظر والفکر (روح المعانی ج  
3 ص 87)

یعنی یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اسے کوئی نہیں جانتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ  
کسی کا علم محیط نہیں یعنی اس کی تفصیلات اور پیش آنے والے واقعات کا  
احاطہ کئے ہوئے نہیں۔ اور کوئی نظر و فکر اور سوچ بچار سے نہیں جان سکتا۔

www.marfat.com

اسی مفسر عظیم نے دوسرے مقام پر تصریح فرمائی ہے۔

”وَجُوزَ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ اطَّلَعَ عَلَى حَبِيبِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
وَقْتُ قِيَامِهَا عَلَى وَجْهِ كَامِلٍ لَكِنْ لَا عَلَى وَجْهِ بَعَا كِي عِلْمِهِ تَعَالَى بِهِ إِلَّا أَنَّهُ  
سُبْحَانَهُ أَوْجِبَ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتْمَهُ لِحِكْمَتِهِ وَيَكُونُ ذَالِكَ مِنْ  
خَوَاصِّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ“ (روح المعانی ج 6 ص 113)

یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو قیامت کے  
وقت سے کامل طور پر آگاہ فرما دیا ہو۔ لیکن وہ کمال علم ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ  
کے علم محیط و مکمل کے مساوی ہو سکتا ہو۔ اور پھر اپنے رسول مکرم کو کسی  
حکمت بالغہ کے پیش نظر مخفی رکھنے کا حکم دے دیا ہو۔ (ج 6 ص 110)

بعض علماء کرام کے کلام میں جب یہ تصریح نظر سے گزرے کہ اس کا  
علم کسی نبی کسی مقرب فرشتہ کو بھی نہیں دیا گیا تو خیال رہے کہ اس سے مراد  
علم محیط و مکمل ہے۔ جو ذات باری کی شان شایان ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز  
نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلق علم بھی عطا نہیں فرمایا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم و

علمہ اتم ج 6 ص 110)

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام  
والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ الطیبین الطاهرین



## روح کی حقیقت کا علم

تحت آیت ہشلونک عن الروح (ج 2 ص 682)

امام فخر الدین رازی اور ان کی تتبع کرتے ہوئے علامہ سید آلوسی صاحب روح المعانی نے اپنی اپنی تفاسیر میں علماء عقل و نقل کی آراء کو (جو روح کے متعلق تھی) یکجا بیان کر دیا ہے۔ ان تفصیلات کا تذکرہ طویل کا باعث ہو گا۔ اس لئے میں اس کے بیان سے صرف نظر کرتا ہوں۔ لیکن ایک چیز کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم کو روح کی حقیقت پر مطلع فرمایا تھا یا نہیں؟ اس کے متعلق جو امام

www.marfat.com

رازی نے لکھا ہے وہی پیش خدمت ہے۔

انه تعالى قال لي حقه الرحمن علم القرآن وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما وقال قل رب زدني علما وقال لي صفة القرآن ولا رطب ولا يابس الا في كتاب مبين وكان عليه الصلوة والسلام يقول ارنا الاشياء كما هي لمن كان هنا حاله وصفته كيف يلقى به ان يقول انا لا اعرف هذه المسئلة مع انها من المسائل المشهورة المذكورة بين جمهور الخلق بل المختار عندنا انهم سألوه عن الروح وانه صلى الله عليه وسلم اجاب عنه على احسن الوجوه

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا ہے الرحمن علم القرآن رحمن نے قرآن سکھایا۔ اور علمک ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيم اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ سب کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے پھر حکم دیا کہ دعا مانگو ”رب زدنی علما“ اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما۔ اور قرآن کی صفت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ولا رطب (الایہ) کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام دعا کرتے تھے۔ اے اللہ ہمیں تمام چیزیں اس طرح دکھا جس طرح وہ حقیقت میں ہیں تو جس ذات کی یہ شان اور صفت ہو اس کے لئے کب مناسب ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا۔ حالانکہ یہ مسئلہ مشہور مذکور مسئلوں میں سے ہے ہمارے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ انہوں نے روح کے متعلق دریافت کیا۔ اور حضور ﷺ نے کہا حقہ جواب دیا۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ اس آیت کے ضمن میں بڑی تفصیلی بحث کے بعد لکھتے ہیں وھذا الا یہ لا تقتضي نلی العلم بالروح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم



ولا مصحاب البصائر من اتباعه کہ اس آیت سے لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارباب بصیرت اطاعت کیشوں کو روح کا علم نہ تھا۔ کیونکہ ان نفوس قدسیہ کا علم صرف حواس اور کسب و اکتساب سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ حواس اور کسب و اکتساب کے بغیر اشیاء کے حقائق کا علم انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الھام کیا جاتا ہے۔ ان کے دلوں کے کان ہیں جن سے وہ ایسی باتیں سنتے ہیں جو ظاہری کان نہیں سن سکتے، ان کے دل کی آنکھیں ہیں جن سے وہ چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ جنہیں یہ ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اس کے بعد علامہ موصوف نے یہ حدیث مشہور نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ لا يزال العبد يعرب الي بالنواقل حتى اجتهه فاذا اجتهه كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به (الحدیث)

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ نقلی مخلوق کے ذریعے میرے نزدیک ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں ہی اس کی قوت روح بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور قوت بینائی بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے (تفسیر مظہری)

عجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے روح کے معنی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علماء کے نزدیک روح کی تعریف یہ ہے۔

جسم لطیف منبعہ تجويف القلب الجسماني فنشر بواسطه المروء الطوارب الى سائر اجزاء البدن

مگر روح ایک جسم لطیف ہے جس کا مفعول تجويف قلب ہے جو بدن میں پھیلی ہوئی

رگ و ریشہ کے ذریعے جسم کی ہر چیز میں سرایت کر جاتا ہے اور علماء حقیقت کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے۔

هو اللطيف، العالِم، المعرِک، من الانسان هو الذي اراده الله تعالى بقوله  
قل الروح من امر ربي و امر عجيب و باني تعجز اكثر العقول والالهام عن  
درك حقيقته۔ یعنی یہ ایک لطیفہ ہے جو علم اور ادراک کی صلاحیت رکھتا ہے  
اس کے متعلق اس آیت میں اشارہ ہے۔ قل الروح من امر ربي اور یہ اللہ  
تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک عجیب راز ہے۔ جس کی حقیقت کو سمجھنے سے  
بیشتر عقلیں قاصر ہیں۔

Marfat.com



## علامہ بدر الدین عینی شارح بخاری کا فتویٰ

ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح کا علم نہیں دیا گیا، لکھتے ہیں۔

قلت وجل منصب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو حبیب اللہ وسید خلقہ ان  
یکون غیر عالم بالروح و کیف و قد من اللہ علیہ بقوله و علمک ما لم تکن تعلم  
و کان فضل اللہ علیک عظیما (عمدة القاری شرح بخاری ج 2 ص 20)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے حبیب اور اس کی  
ساری مخلوق کے سردار ہیں آپ کا منصب اس سے بلند ہے کہ آپ ﷺ کو  
روح کا علم نہ ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر احسان کرتے ہوئے  
فرمایا۔ و علمک ما لم تکن تعلم (آیت)۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر وہ بات سکھا  
دی جو آپ نہیں جانتے تھے اور (اے محبوب) آپ کے رب کا آپ پر فضل  
عظیم ہے۔

www.marfat.com

## حروف مقطعات کا علم

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حروف مقطعات کی تحقیق کرتے ہوئے سورۃ بقرہ میں لکھا ہے۔

لَا يَعْلَمُ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْأَوْلِيَاءُ الْوَرِثَةُ لَهُمْ يَعْلَمُونَ  
مِنْ تِلْكَ الْحَضْرَةِ وَقَدْ تَنْطَلِقُ لَهُمُ الْحُرُوفُ كَمَا كَانَتْ تَنْطَلِقُ لِمَنْ سَبَّحَ لِي كَلِمَةُ  
الْحَمْدِ - يَعْنِي أَنَّ حُرُوفَ كَامِلِ مَفْهُومِ نَبِيِّ كَرِيمٍ ﷺ جَانِبَتِ هِيَ لَوَرِ الْأَوْلِيَاءِ  
كَالْمَلِكِينَ، إِنَّ كَوَيْهَ عِلْمِ بَارِكَاةِ رِسَالَتِهِ عَطَا هُوَ تَا هِيَ - بَعْضُ أَوَقَاتِ يَهْ حُرُوفِ  
خُودِ أَيْ سِرَّارِ كَوَلْوِيَاءِ كَرَامِ سَ بَيَانِ كَرُوِيَتِهِ هِيَ - جَيْسَ يَهْ حُرُوفِ أَسْ ذَاتِ  
پَاكِ سَ كَوِيَا هُوَتِهِ تَحْتِ جَسْكِ هَتْمَلِي مِثْلِ كُنْكَرِيُوں نَ اللّٰهُ تَعَالٰی كِي تَسْبِيحِ بَيَانِ كِي  
تَحْمِي -

علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ "الآ" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔  
لَعَلَّمْ هَذِهِ الْحُرُوفُ بِلَوَازِمِهَا وَحَقَائِقِهَا مَلُوضٌ لِّ الْحَقِيقَةِ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ  
وَكُلِّ الْوَرِثَةِ -

ترجمہ : ان حروف کا علم اپنے لوازمات اور حقائق کے ساتھ حقیقت میں اللہ  
تعالیٰ اور اس کے رسول کریم اور کمال اولیاء کے پردہ ہے۔

www.marfat.com



## علوم خمسہ کا بیان

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدرى  
نفس ما فاتها كسب غدا وما تدرى نفس باي ارض تموت ان الله عليم خبير  
○

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے مینہ  
اور جانتا ہے جو کچھ (ماؤں) کے رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ  
کیا کمائے گا۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔  
علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لال ابن عباس هذه الخمسة لا يعلمها الا الله ولا يعلمها ملك مقرب

www.marfat.com

ولا نبی مرسل فمن ادعی انه بعلم شیا من هذه کفر بالقرآن لانه خالفه ثم ان  
الانبياء يعلمون کثیرا من الغیب بتعریف اللہ تعالیٰ ایاہم والمراد ابطال  
کون الکھنتہ والمنجمین ومن يستسقی بالانواء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ پانچ چیزیں وہ ہیں جنہیں اللہ  
تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی  
انہیں خود بخود نہیں جان سکتا جس نے ان اشیاء کے جاننے کا دعویٰ کیا اس  
نے قرآن کریم کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی انبیاء  
کرام ان امور غیبیہ میں سے بہت کچھ جانتے ہیں۔ انکا یہ جانتا اللہ تعالیٰ کی  
تعلیم اور سکھانے سے ہے اس آیت سے مراد (انبیاء کرام کے علوم کی نفی  
نہیں) کاہنوں نجومیوں اور جو لوگ بارش کے نزول کو مخصوص ستاروں کے  
طلوع و غروب سے وابستہ سمجھتے ہیں ان کی تردید ہے۔

علامہ موصوف اس کے بعد لکھتے ہیں کہ کبھی کبھی طویل تجربہ کے باعث  
حاصل میں لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم ہو جاتا ہے لیکن اسے علم یقینی نہیں کہا  
جاسکتا۔ بڑے بڑے تجربہ کاروں کے تخمینے غلط ثابت ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ  
کی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

www.marfat.com



## علامہ ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں

انما جعل العلم لله والدرایۃ للعبد لان لها معنی الحیلۃ ليشعر بالفرق  
بین العلمین۔ فی القاموس درایتہ علمہ او بضرب من حیلۃ فہی اشارۃ الی ان  
العبدان عمل حیلۃ وہ ہنک لہا و سہہ لم یعرف ما ہولاً حق بہ من کسبہ  
وعالبتہ لکیف بغیرہ ما لم یحصل لہ علم بتعلیم من اللہ تعالیٰ بتوسط الرسل  
اوینصب دلیل علیہ

ترجمہ : آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف علم کی نسبت کی گئی ہے۔ اور بندے  
کے لئے درایت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ درایت اس جاننے کو کہتے  
ہیں جس میں ذاتی حیلہ اور غور و فکر کا دخل ہو۔ اس سے دونوں علموں

(درایت اور علم) کا فرق معلوم ہو جاتا ہے قاموس میں ہے۔ دوتہ علمتہ او بضرب من حیلہ کی درایت کا معنی جاننا یا حیلہ اور فکر و نظر سے کسی چیز کو سمجھنا آیت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ خواہ کتنا ہی حیلہ کرے اور اپنی ساری ظاہری و باطنی قوتوں کو صرف کر دے وہ ان چیزوں کو بھی نہیں جانتا جن کا تعلق اس کے ذاتی کسب اور انجام سے ہے۔ تو وہ دوسری چیزوں کو کیسے جان سکتا ہے۔ ان امور کے جاننے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سیکھا دے۔ خواہ رسولوں کے ذریعے یا اس پر دلائل قائم کر کے۔ علامہ ابن کثیر نے ایک فقرے میں ساری الجھنوں کا خاتمہ کر دیا لکھتے ہیں۔

هذه مفاہیج الغیب التي استأثر الله تعالى بعلمها ولا يعلمها احد الا بعد اعلانه تعالى بها۔

یعنی یہ امور خمسہ مفاہیج الغیب (غیب کی کنجیاں) ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر لیا ہے۔ پس انہیں کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ اس کا علم سکھا دے علامہ آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں قرطبی کا یہ قول نقل کیا ہے۔

من ادعی علم شی من الخمس غیر مسندہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کافا لی دعواہ ○

یعنی اگر کوئی شخص ان پانچ امور میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ علم مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ملا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا۔

ان تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ امور غیبیہ کے



متعلق یہ خیال کہ کوئی خواہ وہ کتنا رفیع المرتبت ہو خود بخود انہیں جان لیتا ہے یہ کذب صریح اور افتراء محض ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی آیات کثیرہ کا انکار ہے اسی طرح یہ گمان کرنا کہ ان امور کو اللہ تعالیٰ کے جملے سے بھی کوئی نہیں جانتا۔ یا سرور کون و مکان فخر زمین و زمان صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا داد علوم عجیبہ کثیرہ کا انکار بھی سراسر جہالت اور بد نصیبی ہے۔ اور آیات کثیرہ اور احادیث عدیدہ کا انکار ہے۔

ان آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ لکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بارش کا وقت 'حمل میں کیا ہے' اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا۔ ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں۔ تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاع دی تھیں۔ اور سب کا جانا قرآن کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے معنی یہ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور آیات و احادیث کے خلاف ہے (خزائن العرفان)

امید ہے ان تفصیلات سے اہل سنت کے متعلق طرح طرح کی جو غلط فہمیاں پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے بفضل اللہ ان کا ازالہ ہو جائے گا۔

www.marfat.com

واقعہ افک سے حضور ﷺ کے علم پر شبہ اور اس کا ازالہ

اس واقعہ پر حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی نے بڑے شرح و بسط کے ساتھ اطمینان بخش اور ایمان افروز بحث سورۃ نور کے ضمن میں فرمائی ہے۔ حق کے متلاشیوں کو ضیاء القرآن جلد سوم کے مطالعہ کی دعوت دیتا ہوں۔ نیز میرے موضوع کے متعلق جو لکھا گیا ہے وہ پیش خدمت ہے سوال یہ ہے کہ آیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رفیقہ حیات کی پاکدامنی اور عفت کا علم وحی سے پہلے تھا یا نہیں؟

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرماتے ہیں کہ وحی کے نزول سے پہلے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی پاک دامنی کا علم تھا۔ کیونکہ نبیؐ کا ایسے عیوب سے پاک ہونا جو لوگوں کو اس سے متنفر کر دیں ضروریات عقلیہ میں سے ہے۔ جیسے اس کا جھوٹا ہونا، کمینہ خاندان کا فرد ہونا، اس کے والدین کا تہمت زنا سے مستم ہونا اس طرح اس کی اہلیہ کی عصمت کا مشکوک ہونا اگر نبیؐ میں ان عیوب میں سے کوئی ایک عیب بھی پایا جائے تو



لوگ اس سے متنفر ہو جائیں گے اور اس کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

”ان كونها زوجة للرسول صلى الله عليه وسلم المعصوم يمنع من فالك لان  
الانبياء مبعوثون الى الكفار ليدعوهم ويستعطفوهم لوجب ان لا يكون منهم  
ما ينفرهم عنهم وكون الانسان بحيث تكون زوجته مسالحتة من اعظم  
المنفرات (تفسير كبير)

لام موصوف نے اپنے اس کلام پر وہ شے پیش کئے ہیں اور خود ہی جواب دیا ہے۔

(1) نبی کی بیوی کا کافر ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اور کفر زنا سے زیادہ سنگین جرم ہے اگر نبی کی الہیہ سے کفر جیسے سنگین جرم کا ارتکاب ہو سکتا ہے تو اس سے کم درجہ کے گناہ کا صدور بھی ممکن ہے۔ اس کا جواب فرمایا کہ بیوی کا کفر لوگوں کو متنفر نہیں کرتا۔ البتہ اس کے دامن عصمت کا داغدار ہونا لوگوں کو بلاشبہ متنفر کر دیتا ہے۔

(20) وہ سراسیمہ یہ ذکر کیا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوتا تو آپ ﷺ اتنا عرصہ پریشان کیوں رہتے۔ اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پریشان ہونا عدم علم کی دلیل نہیں کفار کی ایسی باتیں جن کا بطلان اظهر من الشمس تھا وہ سن کر بھی حضور ﷺ پریشان ہوتے۔ ولقد نعلم انک بضیق صدوک بما تقولون

نیز حضرت عائشہ کی پاکدامنی ایک مسلمہ حقیقت تھی۔ جس کے متعلق کسی کو ادنیٰ شبہ بھی نہ تھا۔ الزام لگانے والے سارے منافق تھے۔ اور ان کے پاس اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہ تھا۔ ان قرائن کے

www.marfat.com

ہوتے ہوئے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نزول وحی سے پہلے بھی اس الزام کا جھوٹا ہونا حضور ﷺ کو بخوبی معلوم تھا۔ ”فلمجموع هذه القرانن كان خالک القول معلوم الفساد قبل نزول الوحي“ (کبیر) اس کے علاوہ جو خطبہ حضور کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا یہ جملہ سارے شک و شبہ کو دور کر دینے کے لئے کافی ہے۔

يا معشر المسلمين من يعذوني من رجل قد بلغني افاء في اهل بيتي فوالله ما علمت على اهل الاخرى

”اے گروہ مسلمانان! مجھے اس شخص کے معاملہ میں کون معذور تصور کرے جس نے مجھے میرے اہل خانہ کے بارے میں اذیت پہنچائی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں اپنے لٹل کے متعلق خیر کے بغیر اور کچھ نہیں جانتا۔“

بلا اتفاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خطبہ نزول آیات سے پہلے کا ہے۔ اپنے لٹل بیت کی برات حلف اٹھا کر بیان فرمائی اور مفتری سے انتقام لینے کا حکم دیا۔ اور حضور ﷺ کا حلف اٹھانا اور مفتری سے انتقام لینے کا حکم دینا اسی وقت تصور کیا جاسکتا ہے جب حضور ﷺ کو حضرت عائشہ کی پاکیزگی اور الزام لگانے والوں کے جھوٹے ہونے کا یعنی علم ہو اگر حضور علیہ السلام کو ذرہ بھی تردد ہوتا تو حضور ﷺ قطعاً نہ حلف اٹھاتے اور نہ مفتری کو سزا دینے کی ترغیب دیتے آج کل بھی بعض لوگ بڑے سوقیانہ انداز میں اس واقعہ کو عام جلسوں میں بیان فرماتے ہیں اور اپنے نبی پاک ﷺ کی بے علمی ثابت کرنے کے لئے عجیب و غریب موشگافیاں کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم ہوتا تو رنجیدہ خاطر کیوں ہوتے۔ اگر علم ہوتا تو صاف الفاظ میں حضرت عائشہ

www.marfat.com



کی برات کا علان کیوں نہ کر دیتے وغیرہ۔ جنہیں سن کر دل درد سے بھر جاتا ہے اور کلیجہ شق ہونے لگتا ہے اور یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ صاحب جو اپنا سارا زور بیان اور قوت استدلال اپنے نبی ﷺ کی بے علمی ثابت کرنے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ ان کا اس نبی مکرم ﷺ سے قلبی تعلق نہ سہی رسمی تعلق بھی ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرات نہ کرتے وہ خود سوچیں اگر ان کی بہو بیٹی پر ایسا بہتان لگایا جائے۔ یا خود ان کی اپنی ذات کو ہدف بنایا جائے اگرچہ انہیں اپنی پاک دامن کا حق یقین بھی ہو تو کیا ان کا جگر چھلنی نہیں ہو جائے گا نزول وحی میں تاخیر کی جو حکمتیں ہیں ان کا آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ابتلاء میں شدت اس کی مدت میں طوالت بایں ہمہ صبر و استقامت کا مظاہرہ ان تمام امور میں بھی لطف ہے۔ اس کی قدر و منزلت اہل محبت ہی جانتے ہیں۔

## منکرین خدا و علم مصطفیٰ ﷺ کے استدلالات اور ان کی حقیقت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ أَنِّي مُلْكٌ  
 اِنْ اَتَّبِعِ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ لَا تَتَفَكَّرُونَ ○  
 (سورہ الانعام، آیت نمبر 50)

ترجمہ: آپ فرمائیے کہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ خود بخود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ یہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں نہیں پیروی کرتا میں مگر وحی کی۔ جو بھیجی جاتی ہے میری طرف آپ فرمائیے کہ کبھی برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا تو تم غور و فکر نہیں کرتے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ کے صرف الفاظ پر نظر رکھی جائے اور دوسری آیات بینات اور مفہومات سے دل و دماغ کی آنکھیں میٹ لی جائیں اور اس آیت مبارکہ کے نزول کی وجہ اور اس کے پس منظر کو مد نظر نہ رکھا جائے۔ تو یہی سمجھ آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرما رہے ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا میرے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے خزانے سے خالی ہیں، میرے پاس کچھ بھی نہیں، لیکن یہ مفہوم و مطلب دوسری آیات بینات کے بالکل مخالف ہے۔ حالانکہ قرآنی آیات ایک دوسری کی وضاحت و تفسیر تو ہیں لیکن



متضاد و مخالف نہیں۔

علماء اجلہ سلف صالحین اور مفسرین کرام کے حوالہ سے حضرت ضیاء الامت مدظلہ العالی نے جو اس کی تفسیر و تشریح تحریر فرمائی ہے، اسے پڑھ کر شک و شبہ کی تمام گھٹائیں چھٹ جاتی ہیں اور حقیقت کا افق درخشاں، روح و ایمان کو روشن و مستیر کرنے لگتا ہے، لکھتے ہیں۔ ”کفار مکہ کے نزدیک زندگی فقط یہی دنیوی زندگی تھی ان کی ساری کدو کلوش اور دوڑ دھوپ کا مدعا دولت، عزت اور وقار کا حصول تھا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں اپنے دن گزارتے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت مند کیسے بن جائیں۔ ان کی راتیں اسی بیچ و تاب کی نذر ہوتیں کہ وہ کس طرح اپنے حریف کی عزت کو خاک میں ملا کر اپنے جاہ و جلال کا پرچم لہرائیں۔ علاوہ ازیں شرف انسانی کا تصور ان کے ذہن میں موجود نہ تھا۔ وہ خود اور ان کے ارد گرد بننے والے انسان جن سے ان کو عمر بھر کا واسطہ پڑھا تھا کسی طرح بھی وحشی درندوں سے بہتر نہ تھے بھلا وہ انسان جس کے ہاتھ غریبوں اور مسکینوں کو لوٹتے وقت نہ لرزیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو قتل کرتے وقت نہ کانپیں، جن کے کان زندہ درگور ہونے والی بچیوں کی جگر روز آہ و فغاں سن رہے ہوں اور ان کے دل لٹس سے مس نہ ہوں۔ راہزنی اور غارت گری جن کا پیشہ ہو اور جوا بازی اور شراب خوری جن کی تفریح طبع کا سلمان ہو، بدکاری اور بد معاشی جن کا روز کا مشغلہ ہو وہ کوئی شریف چیز نہیں ہو سکتا۔ انسان کے متعلق ایسا تصور قائم کرنے میں وہ معذور بھی تھے۔ کیونکہ انسان نام کا جو جانور انہیں دکھائی دے رہا تھا وہ انہیں لغویات اور خرافات کا مجسمہ تھا اس لئے ان کو یہ بات سمجھانا آسان نہ تھا کہ انسان بھی منصب رسالت پر فائز ہو سکتا ہے یہ ان کی ذہنیت تھی اور اس سے بلند تر فضا میں پرواز کرنے کی ان مرغ فکر میں ہمت ہی نہ تھی جب رحمت

www.marfat.com



عالمیاں ﷺ تشریف فرما ہوئے اور دعوت اسلام کا آغاز کیا تو یہ لوگ نادان بچوں کی طرح اپنے ایمان لانے کے لئے ایسی شرطیں لگانے لگے جس سے ان کی ملی حالت بہتر ہو جائے کہا کرتے۔ یہ ہمارے چتے ہوئے صحرا گلشن و گلزار بنا دیجئے۔ ان میں ندیاں بنے لگیں اور چشمے ابلنے لگیں اور سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگیں تو ہم جانیں کہ آپ سچے نبی ہیں اور آپ پر ایمان لانے سے ہمیں فائدہ ہوا اور اگر ہماری معاشی بد حالی جوں کی توں ہی رہے تو پھر آپ کو نبی ماننے سے ہمیں کیا فائدہ؟ اور اگر یہ نہیں کرتے تو اتنا ضرور کیجئے کہ ہمیں بتا دیا کرو کہ اس سل فلاں جنس کا بھاؤ چڑھ جائے گا تاکہ ہم اس کا ذخیرہ کر لیا کریں اور جب نرخ تیز ہو جائے تو اس کو بیچ کر نفع کھائیں یا ہماری چوری ہو جائے تو چور کا سراغ بتائیں۔ لیکن یہ چیزیں بھی آپ نہیں کرتے تو پھر ہم خواہ مخواہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر کیوں اپنے آپ کو بدنام اور بے آرام کریں۔ جب وہ دیکھتے کہ یہ کھلتے پیتے بھی ہیں۔ کاروبار بھی کرتے ہیں۔ بل بچے دار بھی ہیں تو وہ کہتے کہ یہ انسان ہیں اور انسان (جس قسم کے انسان سے وہ واقف تھے) نبی کیسے ہو سکتا ہے کفار کی اس بگڑی ہوئی اور پست ذہنیت کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے یہ اعلان کر دیا کہ میں اس بات کا مدعی بن کر نہیں آیا کہ میں تمہارے ان ریتلے ٹیلوں کو ہموار کر کے رشک ارم بنا دوں گا۔ خشک زمینوں میں دریا بہاؤں گا اور ہر چٹان سے چشمے ابلنے لگیں گے۔ میں تمہاری ملوی خواہشات کی تکمیل کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ میں تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملانے آیا ہوں۔ تمہارے ویران دلوں کو بسانے آیا ہوں۔ میں تو تمہارے گلستان حیات میں نیکی، تقویٰ پاکیزگی اور خوش اخلاقی کے سدا بہار پھول کھلانے آیا ہوں۔ مجھے اس لئے تو مبعوث نہیں کیا گیا کہ میں تمہیں چنے اور جو، کھجور اور انگور کے بھاؤ بتاؤں



بلکہ مجھے تو اعمالِ حسہ کی جنس سے تمہیں آشنا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جن کی قدر و قیمت بازارِ محشر میں اتنی زیادہ ہوگی جس کا تم اب تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ افکار کی لطافت، ارادوں کی پختگی اور حوصلوں کی بلندی، بہ اعمال کا حسن، کردار کی رعنائی اور اخلاق کی پاکیزگی، یہ علمی کمالات اور دوسرے معجزات جن کا تم مجھ میں مشاہدہ کر رہے ہو ان سب کے بلوجود میں انسان ہوں فرشتہ نہیں، فرشتہ تو انسانِ کامل کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تمہارے ذہنوں میں انسان کا جو گھٹیا تصور ہے وہ انسانِ کامل کا نہیں بلکہ بھٹکے ہوئے انسان کا تصور ہے جو نفس اور شیطان کے دامِ فریب میں گرفتار ہو کر اور مدت دراز تک اس کا گرفتار رہ کر اپنی مسندِ شرف و عزت سے محروم کر دیا گیا ہے اس لئے تم انسان کو اتنا حقیر نہ جانو۔ اپنی قدر پہچانو، اور اپنے شرفِ خداوند کا احترام کرتے ہوئے شیطان کے جل سے رستگاری حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو نیز اس آیت سے اس شبہ کا ازالہ بھی کر دیا جس میں اکثر ضعیف العقل لوگ جلا ہو جاتے ہیں کہ ذرا کسی میں کمال دیکھا جھٹ اس کے خدا ہونے کا یقین کر لیا۔ وہ ذاتِ پاک اعلان فرما رہی ہے جس کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پھر لوٹ آیا کہ میں خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سارے خزانے میرے قبضہ میں ہیں۔ خود بخود جسے چاہوں ان میں تصرف کروں یا مجھے غیب کا خود بخود علم ہو جاتا ہے اور بغیر اللہ کے بتلائے اور سکھائے میں ہر غیب کو جانتا ہوں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں میرا اگر کوئی دعویٰ ہے تو فقط یہ کہ ان اتبع الا ما یوحی الی جو کچھ میری طرف وحی کیا جاتا ہے میں اس کی پیروی کرتا ہوں قول اور فعل میں، علم اور عمل میں والمعنی لا ادعی ان ہاتک الخزائن مفوضہ الی انصرف لہا کف اشاء استغلا لا واستعواء (روح المعانی)



ولست اقول انی الرب الذی له خزائن السموات والارض (ابن جریر) علامہ  
 آلوسی فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ  
 سارے خزانے میرے تصرف میں ہیں اور میں خود مستقلاً ان میں جیسے  
 چاہوں تصرف کر سکتا ہوں۔ خط کشیدہ دو لفظ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں  
 (روح المعانی) یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ میں خدا ہوں جس کے قبضہ میں  
 آسمانوں اور زمین کے سارے خزانے ہیں (ابن جریر)

آیت نمبر 2: وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں سوائے اس  
 کے۔

اس آیت کریمہ کا بھی لفظی ترجمہ بیان کر کے حقیقت کے ماہ مبین کو  
 نقاب پوش کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے دیکھو جی! اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ اسی  
 کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں سوائے اس کے جو کچھ خشکی میں  
 ہے اور سمندر میں ہے مگر حضرت ضیاء الامت اس حقیقت کی نقاب کشائی  
 یوں فرماتے ہیں۔

مفتح کا معنی خزنہ ہے اور مفتح کا معنی کنجی ہے۔ اگر مفاتح کو مفتح کی جمع  
 تسلیم کیا جائے تو آیت کا معنی ہوگا اللہ تعالیٰ کے پاس ہی غیب کے خزانے ہیں  
 اور اگر مفتح کی جمع کہا جاوے تو پھر آیت کا مفہوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی  
 غیب (کے خزانوں) کی کنجیاں ہیں۔ پہلی آیت میں بتایا کہ ہر قسم کا اختیار اسی  
 کو حاصل ہے۔ اس آیت میں تصریح فرمائی کہ علم کامل اور محیط سے فقط وہی  
 متصف ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خدا صرف وہی ہو سکتا ہے۔ جو بے  
 پائیاں قدرت اور بیکراں علم کا مالک ہو لیکن اس آیت سے یہ سمجھنا کسی طرح  
 درست نہیں کہ وہ کسی کو علم غیب سکھاتا بھی نہیں بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے

Marfat.com



جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کوئی بخیل اس کی بخشش و عطا کا ہاتھ نہیں روک سکتا اور جو کچھ اس نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا ہے اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں علامہ قرطبیؒ لکھتے ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى عِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ وَبِهِ الدُّرُجُ الْمَوْصَلَةُ إِلَهُ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا هُوَ  
لَمَنْ شَاءَ أَطْلَعَهُ عَلَيْهَا أَطْلَعَهُ وَمَنْ شَاءَ حَجَبَهُ عَنْهَا حَجَبَهُ وَلَا يَكُونُ ذَالِكُ مِنْ  
الْإِسْتِثْنَاءِ عَلَى رِسْلِهِ

ترجمہ: یعنی غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور علم غیب تک پہنچنے کے ذریعے بھی اسی کے دست قدرت میں ہیں کوئی ان کا مالک نہیں پس اللہ تعالیٰ جس کو غیب کا علم دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس کو محروم رکھنا چاہتا ہے اسے محروم کر دیتا ہے اور امور غیب پر آگاہی صرف رسولوں کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے جن پر علوم غیب کا فیضان فرمایا جاتا ہے۔

آیت نمبر 3: وَلَوْ كُنْتَ اعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنْتَ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السَّوْءُ إِنْ  
أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (188- الاعراف)۔

ترجمہ: اور اگر میں (تعلیم الہی کے بغیر) جان لیتا غیب کو تو خود ہی بہت جمع کر لیتا خیر سے اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا نافرمانوں کو اور خوشخبری سنانے والا اس قوم کو جو ایمان لائی ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن: آیت کے پہلے حصہ کی طرح یہاں بھی حضور ﷺ اپنی ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ خدا وہ ہے جس کا علم ذاتی اور محیط ہو اور میرا علم ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اس مقام کی توضیح کرتے ہوئے علامہ خازن لکھتے ہیں کہ امور غیبیہ کی خبر دینا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعظم معجزات سے ہے تو یہاں اس کی نفی کیوں کی جا رہی ہے۔ خود ہی جواب دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا بر سبیل

www.marfat.com

تواضع و انکسار اور لب تہلہ اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مطلع نہ کرے میں غیب نہیں جان سکتا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد اس وقت ہو جب غیب پر آگاہی نہیں بخشی گئی تھی اور جب آگاہ فرما دیا تو ارشاد فرمایا لَّا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِہٖ اَحَدًا لَا مِنْ اَرْضٍ مِنْ رَسُوْلِ (الخ)

اگر آیت کے الفاظ میں غور کیا جائے تو علامہ خازن کی یہ تحقیق بالکل درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہاں حروف شرط میں سے لو مستعمل ہوا ہے اور علامہ جمل الدین ابن ہشام نے اپنی گراں قدر تالیف المغنی میں ”لو“ پر طویل بحث کرنے کے بعد لکھا ہے۔

يتلخص على هذا يقال ان تدل لو على ثلاثة امور عقد السبب والسبب وكونهما في الماضي وامتناع السبب (المغنی جلد اول صفحہ 206) یعنی اس طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ”لو“ تین امور پر دلالت کرتا ہے۔

(1) شرط کو سبب اور جزا کو سبب بناتا ہے۔

(2) دونوں کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوتا ہے۔

(3) سبب ممتنع ہوتا ہے۔

اس تحقیق کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آیت میں غور کیجئے کہ اگر یہاں علم غیب سے مراد علم ذاتی جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے نہ لیا جائے تو یہ سبب نہیں بن سکتا کیونکہ صرف علم، خیر کثیر جمع کر لینے اور دفع ضرر کو دور کرنے کا سبب نہیں ہوا کرتا کیونکہ کسی تکلیف کے وقوع کا علم قبل از وقت ہو جاتا ہے۔ لیکن انسان اس سے بچ نہیں سکتا موٹی سی بات ہے کسی شخص کو عدالت عالیہ سے اگر پھانسی کا حکم ہو جائے تو وہ یہ جانتے ہوئے کہ مجھے پھانسی دی

www.marfat.com



جائے گی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اس لئے حصول خیر اور دفع ضرر کا سبب علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے تب ہی لو شرط اور جزا میں سیست کا علاقہ پیدا کر سکتا ہے جو اس کا پہلا خاصہ ہے۔

اس کا دوسرا خاصہ کلام کو زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص کرنا ہے اور زمانہ ماضی میں کسی چیز کی نفی اس امر کو مستلزم نہیں کہ آئندہ بھی یہ نہ پایا جائے۔  
 ”لو“ کا تیسرا خاصہ یہ ہے کہ وہ سبب کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے اور علم غیب جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے کسی غیب کو جان لینا کسی کے نزدیک بھی ممتنع نہیں بلکہ سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سکھلا دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔  
 اب ”لو“ سے جس علم غیب کی نفی کی جا رہی ہے وہ ”وہ ہے جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہے اس لئے اس آیت کریمہ سے علم غیب عطائی کی نفی نہیں ہوتی اور ہم یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ کو باعلام اللہ تعالیٰ غیب کا علم حاصل تھا۔

آیت نمبر 4: قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (65) التمل

ترجمہ: آپ فرمائیے (خود بخود) نہیں جان سکتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

علامہ آلوسی اس آیت پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔  
 وَلَعَلَّ الْحَقَّ أَنْ يَقَالَ إِنَّ الْعِلْمَ الْغَيْبِ الْعَلِيِّ مِنْ خَيْرِهِ جَلَّ وَعَلَا هُوَ مَا كَانَ لِلشَّيْءِ لِنَا تَدَايٍ بَلَا وَاسْطَنَهُ فِي ثُبُوتِهِ لَدُنَّا ..... وَمَا وَقَعَ لِلْخَوَاصِّ لِسْ مِنْ هَذَا الْعِلْمِ الْعَلِيِّ فِي شَيْءٍ ضَرُورَةٌ إِنَّهُ مِنَ الْوَاجِبِ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمْ بَوَاقٍ مِنْ وَجْهِهِ إِلَّا لَاضْتِمَامَهُ (روح المعانی جلد 2 صفحہ 11)

یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اسے خود بخود نہیں جان سکتا اور خاص بندوں کو جو علم حاصل ہے وہ یہ علم نہیں جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی فیض رسانی سے انہیں حاصل ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنی فیض رسانی کے متعدد وجوہ میں سے کسی ایک وجہ سے انہیں مرحمت فرماتا ہے۔

علامہ موصوف اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وبالجملة علم الغیب بلا واسطہ کلا او بعضا "مخصوص باللہ جل وعلا لا یعلم احد من الخلق اصلا"

ترجمہ: یعنی ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ علم الغیب بلا واسطہ کلا اور بعضا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے یعنی نہ سارا علم غیب بغیر اس کے بتائے کوئی جان سکتا ہے اور نہ بعض کوئی جان سکتا ہے۔

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وعمدہ تعالیٰ لا یعلم الا بالعلامہ" یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اس کے جتانے اور سکھانے سے۔

آخر میں اپنی رائے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت ويمكن ان يكون الظن لا یعلم من السموات والارض الغیب بشیء الا باللہ ای بتعلیم (مظہری)

یعنی میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی۔

اس تحقیق کے بعد بھی اگر کوئی صاحب ہم لیل السنۃ پر شرک کا الزام

Marfat.com



لگائے تو اس کی مرضی، اس آزادی کے دور میں ہم اس کے لئے دعائے ہدایت کے بغیر کیا کہہ سکتے ہیں البتہ اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس بہتان کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی اور اس پر آشوب دور میں امت مصطفویہ علی نبیہا افضل الصلوات وازکی التسلیمات میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھولنے پر اسے روز حشر جواب دہ ہونا ہوگا۔

اللہ رب العالمین والصلوة والسلام علی حبیبہ وعلی آلہ وصحبہ  
اجمعین

آیت نمبر 5: مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاءِ إِلَّا عَلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ 69 (ص)

مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بلا کے بارے میں جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ان امور کی اطلاع مجھے صرف بوحی الہی ہوتی ہے جس کو جاننے کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں فرشتوں کی بحث و تمحیص کے متعلق ایک حدیث ہے جو ناظرین کے مطالعہ کے لئے پیش کرنے کی سعادت اصل کرتا ہوں۔

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا اور حضور ﷺ معمول کے مطابق تشریف نہ لائے۔ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیزی سے تشریف لائے تکبیر ہوئی۔ حضور ﷺ نے نماز پڑھائی سلام کے بعد ارشاد فرمایا علی مصاکم اپنی صفوں پر بیٹھے رہو پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں دیر سے آنے کی وجہ بتاتا ہوں۔

”انی قلت اللہ لقت و صلیت ما لدری ونصت لی صلاتی حتی استقلت  
لانا انا ہی تبارک و تعالیٰ فی احسن صوة وقال یا محمد قلت لیک ری  
قال لم یختص الملاء الا علی قلت لا ادری لوضع کلمہ بن کنی فوجلت

بردا نانا ملہ بین ثنی لتجلی لی کل شی و عرفہ لقال یا محمد قلت لیک قال لیم  
 يختصم الملاء الا علی قلت لی الدرجات والکفارات الی آخره لقال  
 ما الدرجات قلت اطعام الطعام و افشاء السلام والصلوة باللیل والناس  
 نيام قال صلت لکما الکفارات قلت اسباغ الوضوء لی المکاره و انتظار  
 الصلوة بعد الصلوة ونقل الا لنام الی الجماعه قال صلت قال سل یا  
 محمد قلت اللهم انی اسئلك لعل الخیرات و ترک المنکرات و حب  
 المساکین وان تغفر لی و ترحمنی و انا اردت بعبادک لتتہ لا قبضنی الیک  
 غیر مفتون اللهم انی اسئلك حبک وحب من احبک وحب عمل یقرنی الی  
 حبک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلمون و ادرسون فانہن حق۔

ترجمہ: میں آج رات ذکر الہی میں کھڑا ہوا اور جتنا مقدور تھا اتنی نماز پڑھی۔  
 پھر مجھے نماز میں نیند آگئی یہاں تک کہ مجھے گرائی محسوس ہونے لگی۔ پھر میں  
 کیا دیکھتا ہوں کہ میرا رب کریم بڑی پیاری صورت میں تشریف فرما ہے اور  
 فرمایا یا محمد میں نے عرض کی ”لبیک ربی“ اے میرے رب حاضر ہوں اللہ تعالیٰ  
 نے پوچھا یہ آسمان کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی  
 میں نہیں جانتا پس اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان  
 رکھی میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا ”لتجلی لی کل  
 شی“ اس کی برکت سے میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس کو  
 پہچان لیا ”دوسری روایت میں ہے“ ”لعلت ما فی السموات والارض“ (یعنی  
 جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا میں نے اسے جان لیا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا  
 محمد میں نے عرض کی حاضر ہوں۔ پوچھا آسمان کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے  
 ہیں۔ میں نے عرض کی درجات اور کفارات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا درجات  
 کیا ہیں؟ میں نے عرض کی ”اطعام الطعام و افشاء السلام والصلوة باللیل

Marfat.com



والناس نام" کہ کھانا کھانا سلام پھیلانا اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت اٹھ کر نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے 'اب یتاؤ کفارات کیا ہیں میں نے عرض کی "اسباع الوضوء فی المکارہ انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ ونقل الاقدام الی الجماعتہ" کہ تکلیف کی حالت میں بھی مکمل وضو کرنا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور جماعت میں شریک ہونے کے لئے چل کر جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب تو نے سچ کہا۔ اب مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ الہی میں تجھ سے نیک کام کرنے کی، برے کاموں کو چھوڑنے کی اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور میں التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور جب اپنے بندوں کو تو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے فتنہ سے بچا کر اپنی طرف بلا لے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت عطا فرما اس کام کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے صحابہ کرام کو فرمایا دعا کے یہ فقرے تم بھی سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ حق ہے۔

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث "حسن صحیح" ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق امام بخاری سے پوچھا آپ نے بھی فرمایا "ہذا حدیث صحیح" اس حدیث صحیح کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنا علم عطا فرمایا اور جب قدرت کا ہاتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پشت پر رکھا گیا تو سینے میں علم کے سمندر موجزن ہو گئے اور زمین آسمان کی ہر چیز منکشف ہو گئی اور فرشتے جن معاملات میں بحث و تمحیص کر رہے تھے ان کا بھی علم ہو گیا اور پھر وہی سوال اللہ تعالیٰ

نے دوہرایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے مفصل جوابات عرض کئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”صدقت“ اے میرے محبوب تو نے صحیح جواب دیا۔

آیت نمبر 6: یوم یجمع اللہ الرسل لقول ما فا اجتم قالوا الا علم لنا انک انت علام الغیوب 109- سورہ المائدہ پارہ نمبر 7)

ترجمہ: جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو پھر پوچھے گا ان سے کیا جواب ملا تمہیں عرض کریں گے کوئی علم نہیں ہمیں۔ بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے سب غیہوں کا۔

بظاہر یہ شبہ گزرتا ہے کہ انبیاء نے جب دین حق کی دعوت دی تو بعض لوگوں نے اسے قبول کیا بعض نے اسے رد کر دیا۔ اور اس کی مخالفت پر کمر باندھی ان تمام واقعات کا انبیاء کرام نے ہچشم خود مشاہدہ کیا تھا۔ پھر ان کے اس جواب کا کیا مطلب کہ انہیں تو کچھ خبر نہیں کہ ان کی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا۔

لہام المفسرین ابن جریر نے اسی توجیہ کو صحیح اور بہترین فرمایا ہے جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انبیاء نے اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور کمال کے سامنے اپنے علم کو بچ بچتے ہوئے ازراہ ادب و تعظیم اپنے علم کی سرے سے نفی کر دی۔ اولی الا لوال بالصواب قول من قال معناه لا علم لنا الا علم انت اعلم بہ منا لا انہم نلوا ان یكونوا علما ما شاہدوا کف یجوز فالک وهو تعالیٰ ذکرہ یخبر انہم سہلون علی تبلیغہم الرسلہ (ابن جریر صفحہ 82 جلد نمبر 7)

ترجمہ: اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حل بیان کر دیا ہے ہم نے آپ پر اس سے پہلے اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے اب تک آپ سے نہیں کیا۔

marfat.com



## آیت نمبر 7

”وإسلا“ قد قصصناهم عليك من قبل وإسلا“ لم نقصصهم عليك ترجمہ : اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حال بیان کر دیا ہے ہم نے آپ پر اس سے پہلے اور ان رسولوں پر جن کا ذکر ہم نے اب تک آپ سے نہیں کیا۔

تفسیر و تشریح: یہاں سے اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا مقصود ہے کہ انبیاء صرف اتنے ہی ہوئے ہیں جن کے نام قرآن مجید میں موجود ہیں اس لئے فرمایا کہ بعض ایسے انبیاء بھی ہیں جن کا نام قرآن حکیم میں نہیں آیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ دوسرے انبیاء کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی علم نہ تھا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب انبیاء کا علم تھا یہاں نفی زمانہ گزشتہ کی ہو رہی ہے۔ یہ اس کو مستلزم نہیں کہ آئندہ بھی نہ بتایا ہو۔

لَا نَتْلِي قَصَصَهُمْ مِنْ قَبْلِ لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ قَصَصِهِمْ مطلقاً (روح المعانی)

سورہ المؤمن میں اسی مفہوم کی آیت وَلَقَدْ رَاسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصِصْ عَلَيْكَ تَحْتَ آلُوسِي صَاحِبِ رُوحِ الْمَعَانِي لکھتے ہیں۔

ایما کان لا دلالتہ فی الایاتہ علی علم علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد الانبیاء والمرسلین کما توہم بعض الناس

یعنی کچھ بھی ہو اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاء اور مرسلین کی تعداد کا علم نہ تھا جس طرح بعض لوگوں نے وہم کیا ہے تمام انبیاء و رسل نے شب معراج امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

www.marfat.com

آیت نمبر 8: وما ادری ما یفعل بی ولا یحکم ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین (9 سورہ احقاف پ 26)

ترجمہ: اور میں (از خود یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ میں پیروی کرتا ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے اور میں نہیں ہوں مگر صاف صاف ڈرانے والا۔

تفسیر ضیاء القرآن: آیت کے اس حصہ کی تفسیر کرتے ہوئے علماء کرام نے متعدد اقوال ذکر کئے ہیں پہلے میں ان کے ارشادات نقل کروں گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو مفہوم میں سمجھا ہوں اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عاقبت اور انجام کے بارے میں (معلوٰۃ اللہ) کچھ خبر نہ تھی اور نہ ہی دوسرے لوگوں کے احوال آخرت کا کوئی علم تھا۔ اس قول کے مطابق آیت کا معنی ہوا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ قیامت کے روز میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور نہ مجھے یہ علم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے گا۔

کفار، یہود اور منافقین نے جب یہ آیت سنی تو کہنے لگے کہ ایسے نبی پر ایمان لانے سے کیا حاصل! جسے اپنے انجام کی بھی خبر نہیں۔ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ قرآن ان کا اپنا گھڑا ہوا ہے۔ اگر یہ منزل من اللہ ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ بھی نہ بتاتا کہ روز حشر ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے کفار کی ہرزہ سرائی کو ختم کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی لیفعلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اس آیت سے وہ پہلی آیت (ما ادری) منسوخ ہو گئی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مبارک! صد مبارک! حضور کو تو اپنے بارے میں علم ہو گیا لیکن ہم غلاموں کا کیا حل ہوگا اس وقت یہ آیت نازل

Marfat.com



ہوئی لیدخل المومنین والمومنات جنت تجری من تحتها الانهار اللہ تعالیٰ ایماندار مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کرے گا، جہاں نہریں بہتی ہیں۔ علماء محققین نے اس قول کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ خبر ہے اور نسخ اخبار کا نہیں ہوتا۔ اوامرو نواہی کا ہوتا ہے۔ نیز یہ آیت مکی ہے سورت فتح کی آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر سل دو سل بعد نازل ہوئی حالانکہ اگر کسی آیت میں اجمال ہو تو اس کے بیان میں تاخیر ناراہ ہے۔ نیز سورت کی ابتدا سے خطاب کفار و مشرکین سے ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو حکم دیں کہ تم کفار کو بتا دو کہ مجھے اپنے انجام کی کوئی خبر نہیں۔ کفار بڑی آسانی سے یہ کہہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو مسترد کر سکتے تھے کہ جب آپ کو اپنے بارے میں کچھ خبر نہیں تو پھر ایک غیر یقینی چیز کی طرف دعوت دینے کے لئے یہاں کیسے آدھمکے؟ جائیے تشریف لے جائیے چنانچہ ابن جریر طبری، قرطبی، مظہری اور دیگر اکابر نے اس قول کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روز اول سے اپنی نجات کا یقین تھا۔

قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات جن میں لیل ایمان کو مغفرت کا مژدہ ہے اور منکرین کو دوزخ کی وعید۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعزازات کا ذکر قرآن میں بھی بڑی شرح و بسط سے موجود ہے اور احادیث طیبہ میں بھی۔ مقام محمود، مقام شفاعت کبریٰ، کوثر وغیرہ ان امور کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے؟ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

انا سید ولد آدم ولا فخر یسئ لواء الحمد ولا فخر وادم وما سواہ تعت لوانی ولا فخر یعنی قیامت کے روز اولاد آدم کا میں سردار ہوں گا۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا آدم اور دیگر پیغمبروں کو میرے جھنڈے کے نیچے



پناہ ملے گی۔ یہ باتیں فخریہ طور پر نہیں کہہ رہا حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔  
 ایسی بی شمار احادیث صحیحہ ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
 مقامات رفیعہ اور درجاتِ سنیہ کا ذکر موجود ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ نے تو  
 اپنے متعدد غلاموں کے بارے نام لے لے کر ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ عشرہ  
 مبشرہ کے اسماء گرامی سے کون واقف نہیں۔ حسنین کریمین کے متعلق فرمایا سید  
 اشباب اہل الجنتہ یہ دونوں شہزادے اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہوں  
 گے۔ حضرت قیس بن ثابت کے متعلق فرمایا اے ثابت! اما ترضی ان تعیش  
 حمیدا " و تقتل شہیدا " وتدخل الجنتہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم  
 عزت و آرام سے زندگی بسر کرو، تمہیں شہادت کا شرف بخشا جائے اور تم  
 جنت میں داخل ہو۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات سے کتب احادیث بھری  
 پڑی ہیں۔

ان آیات محکمات اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں یہ کہنا بڑی گستاخی  
 ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے انجام کی خبر نہ تھی، معاذ اللہ  
 دوسرا قول یہ ہے کہ دنیا کے حالات سے بے خبری کا اعلان مقصود ہے کہ  
 مجھے اس کا علم نہیں کہ دنیا میں میرا کیا حال ہوگا میں شہید کیا جاؤں گا یا یہاں  
 سے نکل دیا جاؤں گا۔ اسلام کامیاب ہوگا یا کفر کو غلبہ ہوگا۔ مسلمانوں کا  
 مستقبل تیناک ہوگا یا تاریک وغیرہ لیکن اگر اس آیت کو دوسری قرآنی  
 آیات کی روشنی میں دیکھا جائے اور منکرین حدیث کی طرح تمام احادیث کو  
 من گھڑت نہ قرار دیا جائے تو یہ قول بھی درست معلوم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ  
 نے دین حق کے غلبہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کا ذکر قرآن کریم  
 میں بار بار فرمایا ہے ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی  
 الدین کلہ دوسری جگہ ہے ان جنمنا لہم الغالبون۔ ارشاد ہے وان حزب اللہ



ہم المفلحون کہ مسلمانوں کے ساتھ نصرت اور کامیابی کا پختہ وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ وکان حقاً علینا نصر المومنین یعنی ہمارے ذمہ کرم پر یہ لازم ہے کہ ہم اہل ایمان کی ضرورت مدد کریں گے وہ آیات جو عہد نبوت کے بالکل ابتدائی ایام میں نازل ہوئیں ان کے نزول کے بعد بھی اپنے مستقبل کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا سورہ والنجم میں صاف طور پر ارشاد فرمایا الاخرة خیر لک من الاولى ولسوف یعطیک ربک فترضی اے محبوب آپ کا ہر آنے والا لمحہ گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہوگا آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

غزوہ خندق پر نگاہ ڈالئے، صرف کفار مکہ نہیں بلکہ جزیرہ عرب کے جملہ مشرک قبائل نے مدینہ پر دھوا بول دیا۔ ان کا ایک لشکر جرار مدینہ طیبہ کی طرف بڑھ رہا ہے ان کے دفاع کے لئے خندق کھودی جا رہی ہے، کڑا کے کی سردی ہے کئی کئی وقت کا فاقہ ہے۔ یہودی جو مدینہ طیبہ میں آباد ہیں انہوں نے کفار مکہ کے ساتھ ساز باز کر رکھی ہے کہ باہر سے تم ہلہ بول دینا۔ اندر سے ہم یلغار کر دیں گے ظاہری حالات اس قدر مخدوش ہیں اور فضا اتنی ناسازگار ہے کہ ایک عام شخص بڑی خوش فہمی کے باوجود مسلمانوں کی کامیابی کی پیش گوئی نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کا محبوب جب ایک چٹان کو توڑنے کے لئے ضرب لگاتا ہے تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ کر الگ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی زبان نبوت سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ مجھے ملک ایران کی کنجیاں دے دی گئیں۔ مجھے قیصر کے شاہی خزانے دے دیئے گئے۔ مجھے یمن کی کنجیاں دے دی گئیں اور جن ممالک کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائی تھیں ان کا عملی طور پر ظہور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ہوا۔

www.marfat.com

حضرت حذیفہ بن یمان جن کا لقب رازدان رسول ہے فرماتے ہیں:

والله انى لا علم الناس بكل لئته اى كائنه فيما بينى وبين الساعة وما اى الا  
يكون رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اسرا الى فى فالك شى (الحج، مسلم  
شريف جلد دوم ص 390)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ آج سے لے کر قیامت تک آنے والے  
جتنے فتنے ہیں ان میں سے ہر فتنہ کے متعلق میں تمام لوگوں سے زیادہ جانتا  
ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فتنوں کی  
ہمیں خبر دی۔

عن ثوبان رضى الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم سيكون  
امتى كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لاني بعلى  
(ابوداؤد کتاب السنن)

ترجمہ: حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا  
کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ  
نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔  
ان آیات و احادیث کی موجودگی میں یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ  
الصلوٰۃ والسلام کو یہ علم نہیں تھا کہ دنیا میں آپ کے ساتھ آپ کے دین کے  
ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ”مالوری سے تفصیلی علم کی نفی ہے کہ میں تفصیلاً“  
نہیں جانتا۔ اگرچہ اجمالاً جانتا ہوں۔ ان تینوں اقوال سے کوئی بھی ایسا نہیں  
جو دل کو مطمئن کر سکے لیکن اگر ”مالوری“ کی تحقیق کی جائے تو ساری تشویش  
دور ہو جاتی ہے، حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی مفردات القرآن میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے

marfat.com



لکھتے ہیں:

الدراية المعرفة المبركة بضرب من الغفل يقال دريت به دريته نعو لظنت و شعرت..... والدراية لا تستعمل في الله تعالى وقول الشاعر لا هم لا ادري وانت الداري لمن تعجرف اجلاى العرب (مفردات) یعنی درایت اس معرفت کو کہتے ہیں جو ظن و تخمین سے حاصل ہوتی ہے۔ فہم و ذہانت سے کسی چیز کو سمجھنا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ درایت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں ہوتا شاعر کا یہ مصرع جس میں اللہ تعالیٰ <الداري> کہا گیا ہے یہ شاعر کا جاہلانہ اجتہاد ہے علامہ زبیدی شارح قاموس اپنی ماہ نامہ تصنیف تلج العروس میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

دریتہ وہ..... علمتہ قال شیخنا صریحتہ اتعاد العلم والدراية و صرح غیرہ بان الدراية اخص من العلم او علمتہ بضرب من العلم ولنا لا يطلق علی الله تعالى واما قول الراجز لا هم لا ادري وانت الداري لمن عجزتہ الا عرابہ (تلج العروس)

یعنی درایت بذات خود بھی متعدی ہوتا ہے اور باء کے ساتھ بھی اس کا تعدیہ کیا جاتا ہے درایت کا معنی ہے میں نے جان لیا میرے شیخ کہتے ہیں علم و درایت ہم معنی ہیں لیکن دوسرے علماء لغت نے تصریح کی ہے کہ درایت علم سے خاص ہے یا حیلہ و قیاس سے کسی کو جاننا درایت کہلاتا ہے۔ اسی لئے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا اور ایک رجز گو نے درایت کی نسبت اس مصرعہ میں ذات باری کی طرف کی ہے یہ اس کا گنوار پن ہے۔

علامہ ابن عابدین نے درایت کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے۔

الدراية اي ادرك العقل بالقاس على غيره یعنی عقل کا بذریعہ قیاس کسی چیز کو جاننا۔ (رد المحتار جلد اول ص 97)

ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ درایت کا مفہوم یہ ہے کہ غور و فکر، ظن و تخمین اور قیاس آرائی سے کسی چیز کا علم حاصل کرنا۔ یہ مفہوم ذہن نشین کر کے اب آیت میں غور کریں ادنیٰ سا شبہ بھی باقی نہ رہے گا۔ نہ تخصیص کی ضرورت پڑے گی۔ نہ نسخ کا قول کرنا پڑے گا۔ آیات قرآنی میں باہمی تضاد یا احادیث صحیحہ سے تعارض کی نوبت بھی نہ آئے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان کفار کو بتا دیجئے کہ میں اپنی عقل و فہم، ذہانت و فطانت اور قیاس سے نہ یہ جانتا ہوں کہ آخرت میں میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ نہ میں یہ جان سکتا ہوں کہ اس دنیا میں میرا مجھ پر ایمان لانے والوں اور میری اس دعوت کا انجام کیا ہوگا۔ یا تمہاری سرکشی کی تمہیں کب اور کیا سزا ملے گی ان امور کو میں اپنی فہم و فراست سے نہ تفصیلاً جان سکتا ہوں اور نہ اجمالاً۔ میرا علمی سرمایہ میری عقل و شعور کا اثر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اگر میں نے غور و فکر سے ان حقائق کو جانا ہوتا تو اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہو سکتی تھی اور تمہیں یہ حق پہنچتا تھا کہ اس کو جانچو اور اپنی کسوٹی پر پرکھو، لیکن میرا علم تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے، اس میں شک و شبہ کا ذرا شائبہ نہیں ما ادری سے درایت کی نفی ہے۔ مایوسی الی سے علم خدا داد کا ثبوت ہے۔ سکھانے والا اللہ تعالیٰ ہو اور سیکھنے والا مصطفیٰ علیہ التبیۃ والثناء ہو، استاذ عالم الغیب والشہادۃ ہو اور تلمیذ غار حرا کا گوشہ نشین ہو۔ بھیجنے والا رب العالمین ہو اور آنے والا رحمۃ للعالمین ہو، وہاں کی رہے گی تو کیسے؟ کوئی نقص ہوگا تو کس جانب سے؟

آخر میں مفسرین کرام کی چند آراء بھی ملاحظہ فرمائیے آپ کا آئینہ دل ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک ہو جائے گا۔

marfat.com



علامہ ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے متعدد اقوال لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک قول حضرت حسن بصریؒ کا ہے وہ فرماتے ہیں۔

اما فی الآخرة لمعاذ اللہ قد علم انه فی الجنة حين اخذ ميثاقه فی الرسل ولكن قال ما ادری ما يفعل بی ولا یکم فی الدنيا اخرج كما اخرجت الانبياء یعنی یہ کہنا کہ حضور ﷺ کو یہ علم نہ تھا کہ آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ تو ایسی نازیبا بات سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں حضور ﷺ کو اس وقت سے اپنے ناجی ہونے کا علم تھا جب روز اول ارواح انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا تھا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ دنیا میں مجھے سابقہ انبیاء کی طرح جلا وطن کر دیا جائے گا یا نہیں۔ ابن جریر حسن بصریؒ کے قول کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

ولكن فالك كما قال الحسن ثم بنی اللہ لنبيه ما هو فاعل به ومن كذب بما جاء به من قومه وغيره پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو اس دنیا میں جو معاملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا جانے والا تھا اور جو سلوک آپ کی قوم اور دوسرے مکذبین کے ساتھ ہونے والا تھا اس کو بیان کر دیا۔

علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں وانہ لم ینف الا الدرایۃ من قبل نفسه وما نفی الدرایۃ من جہتہ الوحی۔ یعنی خود بخود جان لینے کی نفی کی گئی ہے اور جو بذریعہ وحی عطا ہوا اس کی نفی نہیں۔

علامہ آلوسی نے تو بڑی شرح و بسط کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کیا ہے 'والنہی اختاره ان المعنی علی نفی الدرایۃ من غیر جہتہ الوحی سواء کان الدرایۃ تفصیلتہ او اجمالہ وسواء کان فالك فی الامور النبیوۃ والاخروۃ واعتقد انه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یتقل من دنیا حتی اوتی

www.marfat.com

من العلم باللہ تعالیٰ وصفاته و شئونه والعلم باشیاء بعد العلم بها کمالا ما لم  
يعطه احد غیره من العالمین (روح المعانی)

ترجمہ : میرے نزدیک پسندیدہ قول یہ ہے کہ نفی اس درایت کی ہے جو وحی  
کے بغیر ہو خواہ تفصیلی ہو یا اجمالی اس کا تعلق دنیوی واقعات سے ہو یا اخروی  
حالات سے آلوسی کہتے ہیں میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
اس دنیا سے انتقال نہیں فرمایا جب تک حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات 'اس  
کی صفات اس کے شئون اور تمام ایسی اشیاء کا علم جو وجہ کمال ہے نہ دے دیا  
گیا۔

واللہ اعلم بالصواب وعنده حسن الثواب والہ العتاب

www.marfat.com



۳

معتز ضیق کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول سے علوم  
نبوت کی نفی پر دل اور اس کی حقیقت

آیت نمبر 9: فلما رای اٰٰلہم لا تصل الہ نکرہم و اوجس منہم خیفۃ قالوا  
لا تغف انا ارسلنا الی قوم لوط (سورہ ہود آیت 70)

ترجمہ: پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف تو اجنبی  
خیال کیا انہیں اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے فرشتوں نے کہا  
ڈریے نہیں۔ ہمیں تو بھیجا گیا ہے قوم لوط کی طرف۔

تفسیر ضیاء القرآن: بعض لوگ اپنی علت سے مجبور ہو کر اس آیت سے  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے علمی پر استدلال کرنے لگتے ہیں کہ دیکھو  
انہیں پتہ نہ چلا کہ یہ فرشتے ہیں ان کے اس شبہ کے ازالہ کے لئے میں خود تو  
کچھ مرض نہیں کرتا البتہ مولانا تھانوی کا ایک جملہ نقل کرنے کی جسارت کرتا  
ہوں شاید ان لوگوں کو اپنی جلد بازی پر تنبیہ ہو جائے۔ مفسر تھانوی نے فرمایا

www.marfat.com

کہ آپ کا ان کو فرشتہ یقین کر لینا صرف ان کے دعویٰ پر نہ تھا بلکہ قوت  
مدرکہ قدسیہ کے ذریعہ سے متوجہ ہو کر یقین کیا جس سے اولاً "توجہ نہ فرمائی  
تھی جیسا بعض اوقات محسوسات میں بھی یہ قصہ پیش آتا ہے" (نقل از تفسیر  
ماجدی)

کسی چیز کی طرف توجہ نہ ہونا اور چیز ہے اور اس کا علم نہ ہونا اور چیز  
ہے یہاں توجہ بھی نفی ہے علم کی نفی نہیں۔



معترضین کی حضرت یعقوب علیہ السلام کے رونے سے  
علوم نبوت کی نفی پر دلیل اور اس کی حقیقت

آیت نمبر 10: وتولى عنهم وقال يا بني على يوسف وايمضت عينه من الحزن  
لهو كظم (84 سورہ یوسف)

ترجمہ: ”اور منہ پھیر لیا آپ نے ان کی طرف سے اور کہا ہائے افسوس!  
یوسف کی جدائی پر اور سفید ہو گئیں ان کی دونوں آنکھیں غم کے باعث اور  
وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔“

بعض لوگ اس آیت مبارکہ اور دوسری آیات بینات جن میں حضرت  
یعقوب علیہ السلام کے ابتلاء و صبر اور فراق یوسف میں رونے کا ذکر ہے۔ پڑھ  
کر یہ کہتے ہیں کہ اگر یوسف علیہ السلام کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام  
کو زندہ ہونے کا علم تھا تو ایسی حالت میں کیوں رہے جو آپ کے شایان شان  
معلوم نہیں ہوتی۔

حضرت ضیاء الامت سورہ یوسف جلد چہارم میں آیت نمبر 18 کے تحت  
لکھتے ہیں۔

”امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک نفیس بحث لکھی ہے“

فرماتے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کی غلط بیانی کا یقین ہو گیا تھا تو وہ کیوں نہ حضرت یوسف کی جستجو میں نکلے اور کیوں آتشیں فراق میں برسوں جلتے رہے، اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس امر کا تو واقعی یقین تھا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں لیکن اس کے بلوجود آپ کے خاموش ہو کر بیٹھے رہنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تلاش کرنے سے منع فرما دیا ہو تاکہ ان کے صبر و استقامت کا اچھی طرح امتحان ہو جائے اور یا اس لئے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام کی خود حفاظت فرمائے گا وہ خود ہی اس کا نگران ہے اور جس شاندار مستقبل کے متعلق پہلے ہی بتا دیا گیا ہے وہ ظاہر ہو کر رہے گا۔

لا۔ جواب عنہ الا ان یقال انه سبحانه و تعالیٰ منعه عن الطلب  
تسلیمًا " للمحتہ و تغلیظًا لامر علیہ.... وایضاً لعلہ علیہ السلام علم ان  
اللہ تعالیٰ یصون یوسف عن البلاء والمحتہ وان امرہ سیعظم بالآخرة ثم لم  
یرد ہتک استار سرائر اولادہ.... للما وقع یعقوب علیہ السلام فی ہذہ  
البلیۃ رای ان الا صوب الصبر والسکوت و تفویض الامر الی اللہ تعالیٰ  
بالکلۃ (کبیر)

اسی سورہ پاک کی آیت نمبر 83- تحت حاشیہ 113 پر لکھتے ہیں۔  
اگرچہ برسوں گزر گئے اور بظاہر یوسف کی کوئی خبر نہ ملی۔ انہی کا درد  
جدائی کیا کم تھا کہ اس پیرانہ سالی میں بنیامین غلام بنا لیا گیا اور اس کے ملنے کی  
بھی امید نہ رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی ان ظاہری مایوسیوں سے کب دل  
برداشتہ ہوتا ہے۔ امید کرم کا جو چراغ وہ روشن کرتا ہے، غم کی یہ آندھیاں  
اسے بجھا نہیں سکتیں آپ نے فرمایا میں صبر کروں گا اور صبر کرنا ہی میرے  
لئے پسندیدہ ہے اور مجھے اپنے رب سے قوی امید ہے کہ شب فراق طویل

Marfat.com



سی لیکن یہ صبح وصل میں بدل کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ میرے چھڑے ہوئے تمام بچوں کو ضرور مجھ سے ملائے گا۔ ہم تفسیر کبیر سے علماء کا یہ قول پہلے نقل کر آئے ہیں کہ آپ کو یوسف علیہ السلام کے مصر میں موجود ہونے کا علم تھا۔ ایک بات اور غور طلب ہے، مانا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم نہ تھا لیکن حضرت یوسف کو پہلے نہ سہی بھائیوں کی آمد کے بعد تو اپنے والد بزرگوار کے حزن و ملال کا پتہ چل گیا اور وہ مصر کے حکمران تھے۔ انہوں نے آدمی بھیج کر آپ کو کیوں نہ بلوا لیا۔ یا کم از کم اطلاع ہی کیوں نہ بھیج دی کہ آپ غم نہ کریں میں زندہ ہوں۔ آپ کا یوں خاموش رہنا بظاہر تو دانستہ اذیت رسانی کے مترادف تھا۔ اس کا جواب عارف باللہ حضرت ثناء اللہ پانی پتی نے دیا ہے کہ یہ خاموشی بامر اللہ تھی (عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں)

فان قل قال البغوی کف استجاز یوسف ان یعمل مثل هذا یا یہ ولم یخبرہ بمکانہ وحسب اخاء مع علمہ بشدة وجناہ لفضیہ معنی العوق و قطیعتہ الرحم وقلته انشفتہ قلنا اکثر الناس لہ والصحيح انه عمل فالک بامر اللہ تعالیٰ (منظری) یعنی یہ سب کچھ حضرت یوسف نے اللہ کے حکم سے کیا۔

حاشیہ نمبر 117 پر لکھتے ہیں..... بظاہر حضرت یعقوب علیہ السلام جیسے جلیل المرتبت پیغمبر کا اپنے فرزند کی محبت میں اتنا وارفتہ ہو جانا اور اس کے ہجر و فراق میں رو رو کر آنکھیں سفید کر دینا آپ کی شایان شان معلوم نہیں ہوتا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اہل معرفت نے اس غلش کو یہ کہہ کر دور کیا ہے کہ حسن یوسف کو آپ کے لئے جمل الہی کا آئینہ بنا دیا گیا تھا وہ اس طلعت زیبا کے آئینہ میں تجلیات الہیہ کا مشاہدہ فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام آپ کی نگاہوں سے لو جمل ہو گئے تو انوار خداوندی کی لذت دید سے محروم ہو جانے کے باعث بے چین و بے قرار ہو گئے۔

www.marfat.com

واختار بعض العارفين ان فالك الالف والبكاء ليسا الا لفوات ما انكشف  
له عليه السلام من تجلى الله تعالى لى مرآة وجه يوسف عليه السلام (روح  
المعاني)

اس کے بعد علامہ مذکور تحریر فرماتے ہیں ولعمری انہ لو کان شاہد تجلیہ  
تعالیٰ لى اول التعینات وعین اعیان الموجودات صلی اللہ علیہ وسلم نسی  
مارای ولما عراہ ما عری (روح المعانی)

یعنی مجھے اپنی زندگی کی قسم! اگر حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی  
اس تجلی کا مشاہدہ کرتے جو فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
حسن و جمال میں درخشاں ہے تو انہیں حسن یوسف یاد ہی نہ رہتا اور ان کی ہجر  
و فراق میں آپ کا یہ حل نہ ہوتا۔

حضرت مولا ثناء اللہ پانی پتی نے یہ شبہ اور اس کا جواب بڑی شرح و بسط  
کے ساتھ لکھا ہے اور بڑے عارفانہ انداز میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ  
حضرت یوسف کا حسن انوالہ ایہ کی جلوہ گاہ تھا.....

www.marfat.com



## تاہیر نخل کی حقیقت

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَارْسِلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ لَنُزِلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّاسْقِيَنَّكُمْوه وما اَنْتُمْ لَهٗ  
بِعَاظِنِیْنَ (سورہ الحجر ایت ص 22)

ترجمہ: پس ہم بھیجتے ہیں ہواؤں کو باردار بنا کر پھر ہم اتارتے ہیں آسمان سے  
پانی پھر ہم پلاتے ہیں تمہیں وہی پانی اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔  
تفسیر ضیاء القرآن: قرآن پاک نے اس راز سے پہلے ہی پردہ اٹھا دیا تھا کہ  
نملہ کا وجود صرف جاندار مخلوق میں ہی نہیں ہے بلکہ ہر قسم کی نباتات کی

www.marfat.com

افزائش نسل کے لئے یہی طریقہ مقرر کیا ہوا ہے۔ سبحان الذی خلق  
 الازواج کلھا مما تبت الارض ومن انفسھم ومالا یعلمون یعنی پاک ہے  
 وہ ذات جس نے سب جوڑے بنائے ان چیزوں سے بھی جنہیں زمین آگاتی  
 ہے اور خود ان سے بھی اور ان چیزوں سے بھی جنہیں 'بھی وہ نہیں جانتے' نہ  
 درختوں، پودوں، جڑی بوٹیوں کے شگوفے ان کی مادہ تک پہنچیں تو کیونکر؟  
 انسان سارے کام چھوڑ کر اگر یہی ایک کام کرنے لگے تو پھر بھی وہ اس کا  
 لاکھوں حصہ انجام نہیں دے سکتا۔ یہ چیز انسان کی طاقت سے ماورا تھی۔ اس  
 لئے قدرت نے اپنی کرم گستری سے اس کا خود ہی اہتمام فرما دیا۔ حضرت  
 انسان کو خبر تک ہی نہیں ہوتی اور اس کے باغوں میں، کھیتوں میں، چراگاہوں  
 میں اور جنگلوں میں اور نہ معلوم اور کہاں کہاں ہوائیں چپکے سے عملِ تلقیح کو  
 انجام دے رہی ہوتی ہیں۔ جن کے باعث درختوں کی ٹہنیاں رنگ برنگ  
 خوش ذائقہ پھلوں سے لد گئی ہیں اور جھوم جھوم کر اپنے خالق کے حضور  
 آدابِ بندگی بجالا رہی ہیں۔ کھیتوں کے پودوں پر خوشوں کے تلج سجائے جا  
 رہے اور ان کو دانوں کے موتیوں سے آراستہ کیا جا رہا ہے اور جھک جھک کر  
 اپنے خالق کی ربوبیت اور کبریائی کے گیت گا رہے ہیں۔ چراگاہوں میں آپ  
 نے کبھی دیکھا ہوگا کہ گھاس کسی طرح زمین پر پھٹی چلی جا رہی ہے وہ بھی اسی  
 کی بارگاہ میں سجدے کر رہی ہے۔ جس نے اس کی بقا اور تولیدگی کا حکیمانہ  
 انتظام فرما دیا۔ ایک حضرت انسان جس کے لئے کارخانہ ہستی کی ہر چھوٹی اور  
 بڑی چیز معصوف خدمت ہے۔ وہ بے سدھ پڑا ہے اللہ! اللہ! یہی حقیقت  
 تھی جس کے پیش نظر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو تلیر نخل نہ کرنے کا  
 مشورہ دیا تھا کیونکہ جب دوسرے تمام درختوں پر ہم عملِ تلقیح نہیں کرتے  
 بلکہ ہوائیں از خود اس کام کو انجام دے رہی ہیں۔ تو آخر کھجور کے درخت



نے کیا قصور کیا ہے کہ ہواؤں کی عملداری سے اسے خارج کر دیا گیا ہو۔ اور اس کے لئے انسان کو زحمت گوارا کرنی پڑے لیکن جب صحابہ کرام نے دوسرے سل کم پھل آنے کی شکایت کی (جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ درخت اس عمل مآبیر کے برسوں سے عادی تھے اور ان کی اپنی طبعی حالت پر آنے کے لئے کچھ وقت چاہئے تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اھتم اعلم بامور دنیا کم یعنی یہ دنیوی کام ہیں جنہیں تم بہتر سمجھتے ہو، کیونکہ اس چیز کا تعلق احکام شرعی سے نہ تھا اس لئے اس پر عمل کرنا اور نہ کرنا ان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق عمل کریں نیز اس قسم کے مسائل کا بتلانا نبی کے فرائض میں داخل نہیں ہوتا بلکہ ان عقیدوں کو حل کرنے کے لئے انسان کو اپنے تجربہ، مشاہدہ اور غور و فکر سے کام لینا چاہئے۔ اس لئے یہاں صحابہ کرام کو مجبور کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد فرمانا نہ جاننے کی دلیل نہیں جیسے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی وسعت کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ جن مسائل کو سلجھانے کے لئے انسان کو ابھی صدیوں غور و فکر کرنا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج بھی سمجھتے ہیں۔

## صحابہ کرام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشورہ طلب کرنا

(بعض حضرات، حضور نبی کریم ﷺ کے مکمل علمی کو تسلیم نہ کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم ہوتا تو قرآن انہیں وشاودہم فی الامر (اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں) کے ارشاد کے ساتھ صحابہ کرام سے مشورہ طلب کرنے کا حکم کیوں دیتا حضرت ضیاء الامت اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”امام ابو عبد اللہ القرطبی نے اس مقام پر خوب لکھا ہے فرماتے ہیں، قال ابن عطیہ والشوری من قواعد الشریعۃ و عزائم الاحکام ومن لا یستشر اہل العلم واللعن لعزلہ واجب مشورہ شریعت کے مسلمہ اصولوں اور اہم ترین احکام سے ہے اور جو حاکم اہل علم و دین سے مشورہ نہیں کرتا بلکہ خود رائی سے کام لیتا ہے۔ اسے معزول کر دینا لازمی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ خلفاء اور حکام پر واجب ہے کہ دینی معاملات میں علماء

www.marfat.com



سے، جنگی امور میں قائدین لشکر اور ماہرین حرب سے، عام فلاح و بہبود کے کاموں میں سرداران قبائل سے اور ملک کی ترقی اور آبادی کے متعلق عقلمند وزراء اور تجربہ کار عمدہ داروں سے مشورہ کریں اور نبی اکرم ﷺ کو مشورہ کرنے کے حکم کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی فرماتے ہیں ما امر اللہ نہیہ بالمشاروہ لعاجتہ منہ الی رايہم وانما ارادہ ان یعلمہم ما فی المشاورۃ من الفضل ولتقتدی بہ امتہ من بعدہ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس لئے مشورہ کرنے کا حکم نہیں دیا کہ حضور ﷺ کو ان کے مشورہ کی ضرورت تھی بلکہ اس میں حکمت یہ تھی کہ انہیں مشاورت کی شان کا پتہ چل جائے۔ نیز یہ کہ مشورہ سنت نبوی بن جائے اور امت مسلم اس کی اقتداء اور اتباع کرے۔ اس کی ایک اور وجہ بھی لکھی ہے کہ تطیبوا لنفوسہم و دفعا لا قنارہم صحابہ کے دلوں کو خوش کرنا اور ان کی قدر و منزلت کو بڑھانا بھی مقصود تھا۔ (سورہ آل عمران آیت 159 جلد 1 صفحہ 291)



www.marfat.com

## مطبوعات زاویہ پبلشرز

قیمت

- (۱) علوم نبوت قرآن کی روشنی میں —————
- از افادات حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ————— ۳۰ روپے
- (۲) حقیقت استدلال —————
- از افادات حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ————— ۲۵
- (۳) جبر و قدر (قرآن کی روشنی میں) —————
- از افادات حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ————— ۱۵
- (۴) غازی علم دین شہید ————— از رائے محمد کمال ————— ۹۰
- (۵) مقرر بنے (اضافہ شدہ ایڈیشن) ————— از رائے محمد کمال ————— ۱۱۰
- (۶) سازشوں کا دیباچہ (قادیانیت) ————— از رائے محمد کمال ————— ۱۱۰
- (۷) مسئلہ اہانت رسولؐ ————— از پروفیسر حبیب اللہ چشتی ————— ۵۰
- (۸) رموز خطابت ————— از نذیر الدین احمد (عثمانیہ) ————— ۳۰
- (۹) ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء ————— از مفتی انتظام اللہ شہابی ————— ۵۰
- (۱۰) شعور ————— از رائے محمد کمال (زیر طبع)

ملنے کا پتہ: - ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج بخش روڈ لاہور

www.marfat.com

Marfat.com



